"نحن انصار الله"

انصار الله

ناروے ۲۰۱۲

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

مسجد بیت النصر اوسلو ناروے

ansar.no

سالانہ اجتماع انصاراللہ ناروے ۲۰۱۲۔ چند تصویری جھلکیاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انصاراللہ ناروے

۲۰۱۲ء

۱۴۳۳ ہجری

نگران اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ ناروے — مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

صدر مجلس انصاراللہ ناروے — مکرم بشارت احمد صابر صاحب

مدیر — مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب

مجلس ادارت — مکرم سیّد کمال یوسف صاحب ، مکرم مبارک احمد شاہ صاحب

مکرم قاضی منیر احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب

نظر ثانی — مکرم شاہد محمود کاہلوں، مربی سلسلہ احمدیہ ناروے

تقسیم — مکرم جاوید اقبال صاحب

Baiutul Nasr, Søren bullsvei 1, 1051 Oslo Tel; 22447188

ansar.no

فہرست مضامین	صفحہ نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
القرآن	3	ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے	24
حدیث	6	احمدیوں کی حفاظت اور معاندین کی تباہی	32
ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعودؑ	9	نظم	35
اداریہ	10	سٹیفن ہاکنگ	37
پاکیزہ منظوم کلام اردو	11	صغیرہ گناہ، کبیرہ کس طرح بنتے ہیں	42
ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	12	نظم	46
رپورٹ سالانہ کارکردگی مجلس انصار اللہ	15	انصار اللہ کوئز	49
رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس انصا اللہ ناروے	17	انتخاب	50
اراکین مجلس عاملہ وزعماء مجالس انصار اللہ ناروے ۲۰۱۲ء	19	نارو ئجین حصہ	58

ansar.no

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ

بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ﴿۲﴾

کیا تُو نہیں جانتا کہ تیرے ربّ نے ہاتھی والوں سے کیا سلوک کیا؟

اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ﴿۳﴾

کیا اُس نے اُن کی تدبیر کو رائیگاں نہیں کر دیا؟

وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۙ﴿۴﴾

اور اُن پر غول در غول پرندے (نہیں) بھیجے؟

تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۪ۙ﴿۵﴾

وہ اُن پر کنکر ملی خشک مٹی کے ڈھیلوں سے پتھراؤ کر رہے تھے۔

فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ٪﴿۶﴾ ع ۱

پس اس نے اُنہیں کھائے ہوئے بُھوسے کی طرح کر دیا۔

تفسیر از حضرت مسیح موعودؑ:

حضرت مسیح موعودؑ اس سورت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک سورت بھیج کر رسول اللہ ﷺ کا علوّ اور مرتبہ ظاہر کیا ہے اور وہ سورت ہے الم تر کیف۔۔

یہ سورت اس حالت کی ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس حالت میں آپ ﷺ کو تسلی دیتا ہے کہ میں تیرا مؤید و ناصر ہوں۔ اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا۔ یعنی ان کا مکر الٹا کر ان پر ہی مارا اور چھوٹے چھوٹے جانور ان کے مارنے کے لئے بھیج دیئے۔ ان جانوروں کے ہاتھوں میں کوئی بندوقیں نہ تھیں بلکہ مٹی تھی۔ سجّیل بھیگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ قرار دیا ہے اور اصحاب الفیل کے واقعہ کو پیش کر کے آپ کی کامیابی اور تائید اور نصرت کی پیشگوئی کی ہے۔

یعنی آپ کی ساری کاروائی کو برباد کرنے کے لئے جو سامان کرتے ہیں اور تدابیر عمل میں لاتے ہیں ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان ہی کی تدبیروں کو اور کوششوں کو الٹا کر دیتا ہے۔ کسی بڑے سامان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے ہاتھی والوں کو چڑیوں نے تباہ کر دیا ایسا ہی یہ پیشگوئی قیامت تک جائے گی۔ جب کبھی اصحاب الفیل پیدا ہو گا تب ہی اللہ تعالیٰ ان کے تباہ کرنے کے لئے ان کی کوششوں کو خاک میں ملا دینے کے سامان کر دیتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعودؑ اسلام پر عیسائیوں کے حملہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔۔ ”مختلف مذاہب کے پیرو عموماً اور پادری خصوصاً جو اسلام کی تردید میں زور لگا رہے ہیں یہ اسی لئے ہے کہ ان کو یقین ہے

بلکہ اندر ہی اندر ان کا دل ان کو بتاتا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ملل باطلہ کو پیس ڈالے گا۔ اس وقت اصحاب الفیل کی شکل میں حملہ کیا گیاہے۔ مسلمانوں میں بہت کمزوریاں ہیں۔ اسلام غریب ہے۔ اور اصحاب الفیل زور میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ وہی نمونہ پھر دکھاناچاہتاہے۔ چڑیوں سے وہی کام لے گا۔ ہماری جماعت ان کے مقابلہ میں کیاہے۔ ان کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ ان کے اتفاق اور طاقت اور دولت کے سامنے نام بھی نہیں رکھتے۔ لیکن ہم اصحاب الفیل کاواقعہ سامنے دیکھتے ہیں کہ کیسی تسلّی کی آیات نازل فرمائی ہیں۔

مجھے یہی الہام ہوا ہے جس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید اپنا کام کر کے رہیگی۔ ہاں اس پر وہی یقین رکھتے ہیں جن کو قرآن سے محبت ہے۔ جسے قرآن سے محبت نہیں وہ ان باتوں کی کب پرواہ کر سکتاہے"۔ (الحکم ج ۲۶ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۱ صفحہ ۲)

پھر حضور فرماتے ہیں:

"تونے دیکھ لیایعنی توضرور دیکھے گا کہ اصحاب الفیل یعنی وہ جو بڑے حملے والے ہیں اور جو آئے دن تیرے پر حملہ کرتے ہیں اور جیسا کہ اصحاب الفیل نے خانہ کعبہ کونابود کرناچاہاتھاوہ تجھے نابود کرنا چاہتے ہیں ان کا انجام کیاہو گا؟ یعنی ان کاوہی انجام ہو گاجو اصحاب الفیل کاہوا"۔

(تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات) جلد دھم ص ۱۲۹)

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں   ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار ونزار

صدق وصفا

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی سفر کے لئے نکلے۔ رات انہیں ایک غار میں بسر کرنی پڑی۔ وہ اس کے اندر آرام کر رہے تھے کہ پہاڑ سے ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آگئی اور وہ اندر بند ہو گئے۔ انہوں نے آپس میں گفتگو کی کہ اس مصیبت سے اب صرف دعا کے ذریعہ ہی نجات مل سکتی ہے۔ آؤ اپنے اپنے نیک اعمال کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کریں۔ ان تینوں میں سے ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ! میرے ماں باپ ضعیف العمر تھے اور میں اپنے اہل و عیال اور مال مویشی کو اُن سے پہلے کچھ کھلانا پلانا حرام سمجھتا تھا۔ ایک دن باہر سے چارہ لانے میں مجھے دیر ہو گئی اور شام کو جلدی والدین کے سونے سے پہلے نہ آسکا۔ جب میں نے ان کے لئے دودھ دوہا اور ان کے پاس لایا تو ان کو سویا ہوا پایا۔ تب میرے دل نے ان کو جگانا پسند نہ کیا اور نہ میں نے یہ چاہا کہ ان کو کھانے پلانے سے پہلے اپنے اہل و عیال اور مال مویشی کو کھلاؤں پلاؤں۔ پس دودھ کا پیالا اپنے ہاتھ میں پکڑے میں اس انتظار میں کھڑا رہا کہ وہ بیدار ہوں تو ان کو دودھ پلاؤں۔ اسی انتظار میں فجر ہو گئی اور بچے بھوک کی وجہ سے میرے قدموں میں بلبلاتے رہے۔ صبح کے وقت جب وہ بیدار ہوئے تو رات کا دودھ انہوں نے پیا۔ اے

میرے اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری ہی رضا کی خاطر کیا ہے تو تُو اس مصیبت کو جس میں ہم مبتلا ہیں دور کر دے اور اس پتھر کو ہٹا دے۔ اس دعا کی برکت سے تھوڑا سا پتھر سرک گیا اور کچھ راستہ بن گیا۔ لیکن وہ ابھی اس میں سے نکل نہیں سکتے تھے۔ اب دوسرے نے کہا۔ اے میرے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جس سے مجھے بہت ہی محبت تھی۔ ایسی محبت شاید ہی کوئی مرد کسی عورت سے کر سکے۔ میں نے اسے بدی کے لئے ورغلانا چاہا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا اور مجھ سے بچتی رہی۔ ایک دفعہ سخت قحط پڑا اور میری اس محبوبہ کو مالی دشواری پیش آئی۔ وہ مجبور ہو کر میرے پاس آئی اور مدد چاہی۔ میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ مجھے میری مرضی کرنے دے اور اپنا آپ میرے سپرد کر دے۔ وہ مجبور تھی اس لئے مان گئی۔ جب میں نے اس پر قابو پا لیا اور بدی کے لئے تیار ہو گیا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور ناجائز طریقے سے اس مہر کو نہ توڑو۔ اس کی اس بات سے میں اللہ کے خوف سے کانپ اٹھا اور اس کو چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ حالانکہ اس وقت بھی وہ مجھے سب سے پیاری لگ رہی تھی۔ میں نے وہ سونے کے دینار بھی اس کے پاس رہنے دیئے۔ اے میرے اللہ! اگر میں نے یہ اقدام صرف تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نکال جس میں ہم پھنس گئے ہیں۔ اس پر پتھر کچھ اور ہٹ گیا۔ لیکن اب بھی وہ اس غار میں سے نکل نہیں سکتے تھے۔ اس پر تیسرا بولا۔ اے میرے اللہ! میں نے کچھ مزدور رکھے تھے اور کام لینے کے بعد انکو مزدوری ادا کر دی تھی۔ البتہ ایک آدمی نے مزدوری (کم سمجھتے

ہوئے) نہ لی اور (ناراض ہو کر) چلا گیا۔ میں نے اس کی یہ چھوڑی ہوئی رقم کاروبار میں لگا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی اور بہت نفع ہوا۔ کچھ مدت کے بعد (تنگدستی سے مجبور ہو کر) وہ شخص پھر آیا اور کہنے لگا مجھے میری وہ مزدوری دے دو (جو تم نے مقرّر کی تھی)۔ میں نے کہا یہ اونٹ، یہ گائیں، یہ بکریاں اور غلام جو تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری مزدوری ہیں۔ وہ کہنے لگا۔ اللہ کے بندے! اگر مزدوری نہیں دیتے تو مذاق تو نہ کرو۔ میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ حقیقتاً یہ تیرا ہی مال ہے جو کاروبار میں تیری مزدوری لگانے سے بڑھا ہے۔ جب اسے حقیقتِ حال کا علم ہوا تو خوشی خوشی وہ سارا مال ہانک کر لے گیا اور کچھ بھی پیچھے نہ چھوڑا۔ اے میرے اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو اس مصیبت سے ہمیں رہائی بخش جس میں ہم مبتلا ہیں۔ اس دعا کی برکت سے بقیّہ پتھر بھی سرک گیا اور وہ تینوں خوشی خوشی باہر نکلے اور اپنی راہ لی۔

(بخاری کتاب الاجارۃ باب من استاجد اجرا فترک اجرہ۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین ص ۲۶۱)

نہیں محصور ہر گز راستہ قدرت نمائی کا

خدا کی قدرتوں کا حصر دعویٰ ہے خدائی کا

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس مین دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے، آسمان سے اس کے لئے مدد نازل ہوتی ہے۔ اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبیّنا محمد ﷺ کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے اور ان دنوں میں ابو جہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت ﷺ کے جانی دشمن ہو گئے تھے۔ اور پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی ﷺ کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راست بازی اور صدق اور صاف باطنی اور سچائی تھی۔۔ سو بھائیو! اس پر قدم مارو اور اس گھر میں بڑے زور سے داخل ہو جاؤ پھر عنقریب دیکھ لو گے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے، جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں۔ وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔ تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اس کے لب جھوٹ سے اور اس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا، وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔‘‘

(راز حقیقت، روحانی خزائن ج ۱۴، ص ۱۵۵)

اداریہ

انگریزی کے اس محاورہ Injustice anywhere is a threat to justice everywhere یعنی دنیا میں کسی بھی جگہ ناانصافی، ساری دنیا میں انصاف کے لئے خطرہ ہے! کے تناظر میں جب ہم احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم کو بطور خاص دیکھتے ہیں تو اس بات میں ذرا بھی شک نہیں رہ جاتا کہ ساری دنیا کی ہر طرح سے بگڑتی ہوئی حالت کا ایک بڑا حصہ یقیناً انہیں مظالم کا نتیجہ ہے۔ آئے دن پاکستان میں کسی احمدی کی شہادت کا پتہ چلتا ہے۔ اس لحاظ سے اس بات کی کی اہمیت اور بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے کہ ساری دنیا میں ہر جگہ اور خاص طور پر پاکستان میں ظلم کے خاتمہ اور انصاف کے حصول کے لئے ساری دنیا کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ تا کہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے مدد مل سکے۔

ہمارے پاس تو دعا ایک بہت بڑا ہتھیار ہے جسے ہم دنیا میں قیام امن کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اور ان "رات کے تیروں" کا تو کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: زمین تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی اگر آسمان سے تمہارا پختہ تعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے ارشاد کے مطابق دنیا کے امن کے لئے اور اپنے پاکستانی مظلوم بھائیوں کے لئے صحیح معنوں میں دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اس شمارے میں تقویٰ اور انصاف کے بارہ میں، نیز ظلم کے انجام سے متعلق مضامین شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(مدیر)

کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا — اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

وہ دور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دور ہیں — ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو — کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو — اس یار کے لئے رہ عشرت کو چھوڑ دو

اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا — ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات — اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو — زیبا ہے کبر حضرت ربّ غفور کو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں — شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے — ہو جاؤ خاک مرضی مولیٰ اسی میں ہے

تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے — عفّت جو شرط دیں ہے تقویٰ میں ساری ہے

(براہین احمدیہ ج ۵۔ روحانی خزائن ج ۲۱، ص ۱۷)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

عدل کا قیام تقویٰ کے زیادہ قریب ہیں

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ مارچ ۲۰۰۴ میں سورۃ النساء کی آیت ۱۳۶ تلاوت کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مزید کھول کر فرمایا کہ یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (سورۃ المائدہ آیت ۹)

اب دیکھیں اس سے زیادہ عدل و انصاف قائم رکھنے کے کونسے معیار ہو سکتے ہیں کہ دشمن سے بھی تم نے بے انصافی نہیں کرنی۔ اگر تم دشمن سے بھی بے انصافی کرو گے اور عدل کے تقاضے پورے نہیں کرو گے اس کا مطلب ہے تمہارے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے۔ منہ سے تو کہہ رہے ہو کہ ہم اللہ کے بندے اور اسکا خوف رکھنے والے ہیں۔ مگر عمل اس کے خلاف گواہی دے رہا ہے۔ اب بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی آپس میں بھی چپقلشیں ہو جاتی ہیں۔ کجا یہ کہ دشمنوں سے بھی انصاف کا سلوک ہو تو کہاں بعض دفعہ یہ عمل ہوتا ہے اپنوں سے بھی چھوٹی موٹی لڑائیوں میں، چپقلشوں میں ناراضگیوں میں اپنے خاندان یا ماحول میں فوراً مقدمے بازی شروع ہو جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ انتہائی تکلیف دہ صورت حال ہو جاتی ہے کہ معمولی سی باتوں پر تھانے کچہری کے چکر لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ مقدمے بازی شروع ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے کے خلاف بعض دفعہ جھوٹی گواہیاں بھی دے رہے ہوتے ہیں۔ اللہ

alsarao

تعالیٰ کا خوف نہیں رہتا، مکمل طور پر شیطان کے پنجے میں چلے جاتے ہیں۔ اور اس کے باوجود کہ اپنا کیس مضبوط کرنے کے لئے پتا بھی ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر بعض غلط باتیں بھی کر رہے ہوتے ہیں، جھوٹ بھی بول رہے ہیں۔ لیکن شیطان اتنی جرأت دلا دیتا ہے کہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ دیکھو ہمارے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا۔ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے اوپر خدا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم رحمٰن کے بندے بننا چاہتے ہو تو اپنے ذہنوں کو مکمل طور پر صاف کرو اور مقصد صرف اور صرف انصاف اور عدل قائم کرنا ہو۔ کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں اس بات سے نہ روکے کہ تم انصاف اور عدل قائم نہ کرو۔ اس حکم کی عملی شکل ہمیں آنحضرت ﷺ کے ایک فیصلہ میں اس طرح نظر آتی ہے، روایت یہ ہے۔ حضرت مصلح موعود نے کوٹ (Quote) کیا ہے کہ ایک دفعہ کچھ صحابہؓ کو باہر خبر رسانی کے لئے بھجوایا گیا، کیوں کہ جنگی حالات تھے، مسلمانوں پر مشکلات تھیں، حالات پر نظر رکھنی ہوتی تھی۔ تو دشمن کے کچھ آدمی ان کو حرم کی حد میں مل گئے اور انہوں نے (یعنی مسلمانوں نے) سمجھا کہ اگر ہم نے ان کو زندہ چھوڑ دیا تو یہ مکہ والوں کو جا کر خبر کر دیں گے اور ہم مارے جائیں گے۔ اس سوچ کے ساتھ انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کفار میں سے ایک آدمی مارا بھی گیا۔ جب یہ خبریں دریافت کرنے والا قافلہ واپس مدینے پہنچا تو پیچھے پیچھے مکہ والوں کے بھی آدمی آ گئے کہ اس طرح یہ ہمارے آدمی مار کر آ گئے ہیں اور حرم کے اندر مارے ہیں تو جو لوگ پہلے حرم میں آنحضرت ﷺ پر ظلم کرتے رہے، ان کو جواب تو یہ ملنا چاہئے تھا کہ تم بھی تو یہی کچھ کرتے رہے ہو۔ لیکن آپ ﷺ نے فوراً کیا کاروائی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ بے انصافی ہوئی ہے۔ ممکن ہے وہ لوگ اس خیال سے حرم میں چلے گئے ہوں کہ وہ محفوظ ہیں اور انہوں نے اپنے بچاؤ کی پوری کوشش نہ کی ہو۔ انہوں نے جنگ میں تھوڑی سی کمی دکھائی ہو، اس پر آپ

صَلَّیْاللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ان دونوں کا خون بہا (جس کا عربوں میں دستور تھا) ان دو مقتولین کے ورثاء کے حوالے کیا۔ (دیباچہ تفسیر القرآن ص ۲۴۹۔۲۵۰) (روزنامہ الفضل ۱۵ جون ۲۰۰۴)

استقامت کس طرح حاصل ہو

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ اپریل ۲۰۱۲ میں فرماتے ہیں: حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے۔ انسان جب خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو راستہ میں بہت سی بلاؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جب تک ان میں سے انسان گذر نہ لے منزل مقصود کو پہنچ نہیں سکتا"۔ فرمایا کہ "امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا کیوں کہ امن اور آرام کے وقت تو ہر شخص خوش رہتا ہے اور دوست بننے کو تیار ہے۔ مستقیم وہ ہے کہ سب بلاؤں کو برداشت کرے" (ملفوظات ج ۴، ص ۵۱۵ ایڈیشن ۲۰۰۳ مطبوعہ ربوہ)۔

پھر آپ نے ایک جگہ یہ تلقین فرماتے ہوئے کہ استقامت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے فرمایا کہ:

"درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صَلَّیْاللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا"۔ (ملفوظات ج ۳ ص ۳۸ ایڈیشن ۲۰۰۳، مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک موقع پر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"دل کی استقامت کے لئے بہت استغفار پڑھتے رہیں"

(ملفوظات ج ۵ ص ۱۸۳۔ ایڈیشن ۲۰۰۳۔ مطبوعہ ربوہ)

سالانہ رپورٹ کارکردگی مجلس انصاراللہ ناروے برائے سال ۲۰۱۲

سال ۲۰۱۱ کی مجلس شوریٰ منعقدہ ۳دسمبر ۲۰۱۱ میں آئندہ دو سال ۲۰۱۲-۲۰۱۳ کے لئے صدر مجلس اور نائب صدر صف دوئم کا انتخاب ہوا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم بشارت احمد صابر صاحب کو مزید ۲ سال کے لئے صدر مجلس اور مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب کو نائب صدر صف دوئم مقرر فرمایا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

سال ۲۰۱۲ کا آغاز مثالی وقار عمل سے ہوا جو یکم جنوری ۲۰۱۲ کو بیت النصر اور فروگنر پارک میں کیا گیا۔ ۲۲ جنوری کو ۷ نئے انصار جو خدام سے انصار میں شامل ہوئے، انہیں خوش آمدید کہا گیا۔

اب شعبہ وار سالانہ رپورٹ پیش خدمت ہے۔

شعبہ عمومی: دوران سال نیشنل مجلس عاملہ کے ۱۲ اجلاس ہوئے۔ ۸ اجلاسات میں زعماء مجالس بھی شامل تھے۔ ۴ اجلاس زعماء سے الگ طور پر ہوئے۔ زعماء مجالس کو سارے سال کا لائحہ عمل تیار کر کے دیا گیا۔ مجالس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے ماہوار رپورٹ فارم تیار کر کے تمام زعماء مجالس کو دیئے گئے لیکن دوران سال صرف ۴ مجالس نے باقاعدگی سے ماہوار رپورٹ بھیجی۔ بعض مجالس نے دو، تین ماہ کی اکٹھی رپورٹ بھیجی۔

۲۳ ویں مجلس شوریٰ: مجلس انصاللہ ناروے کی ۲۳ویں نیشنل مجلس شوریٰ ۲۳ دسمبر ۲۰۱۲ کو مسرور ہال میں منعقد ہوئی۔ ممبران کی تعداد ۴۷ تھی۔ امسال ۳ تجاویز تھیں۔ پہلی تجویز صحت جسمانی سے متعلق، دوسری دعوت الی اللہ اور تیسری تجویز بجٹ سال ۲۰۱۳ تھی۔ مکرم صدر مجلس کے علاوہ مربی صاحب اور نیشنل امیر صاحب نے بھی شوریٰ کے ممبران سے خطاب کیا۔

شعبہ تجنید: سال ۲۰۱۲: کل انصار ۲۱۶۔ صف اوّل ۱۰۲۔ صف دوم ۱۱۴۔ سال ۲۰۱۲ میں ۷ نئے انصار کا اضافہ ہوا اور ایک ناصر مکرم مرزا محمد اشرف صاحب ۱۶ جون کو اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔ انا اللہ انا علیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

سالانہ اجتماع: اس کی رپورٹ الگ طور پر بیان کی گئی ہے۔

شعبہ تبلیغ: دوران سال ۶ ہزار کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس کے علاوہ ۴ تبلیغی سٹال بھی لگائے گئے۔ دوران سال ایک جلسہ سیرۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منعقد کیا گیا۔

شعبہ ایثار: دوران سال ۱۰ مجالس کے ۱۰۸ انصار نے بیت النصر کی صفائی کی۔ عید الفطر اور عید الضحیٰ کے موقع پر ۸ مجالس نے اولڈ ہاؤسس کا دورہ کیا اور پھول پیش کئے۔

سیکورٹی بیت النصر: مجلس انصار اللہ نے دوران سال ۲۶۰ ڈیوٹیاں، فی ڈیوٹی ۸ گھنٹے، دیں۔

شعبہ تعلیم: مجلس انصار اللہ نے حضور انور کی تقاریر پر مبنی کتاب "شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں" انصار کے مطالعہ کے لئے مقرر کی ہوئی تھی۔ دوران سال کمپیوٹر پر اردو سکھانے کے لئے کلاس کا انعقاد کیا گیا۔

شعبہ تربیت: تمام مجالس کو تربیتی جائزہ فارم دیئے گئے۔ دوران سال صرف ۶ مجالس کے ۴۰ فارم واپس وصول ہوئے۔

شعبہ صحت جسمانی: انصار کو بیت النصر میں موجود ٹریننگ کے سامان سے استفادہ کی طرف توجہ دلائی گئی۔ انصار صف دوم کی صحت کی طرف توجہ دلانے کے لئے دوران سال نائب صدر صف دوم کی طرف سے زعماء مجالس کو خطوط بھی لکھے گئے۔

شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی: ابتدائی ۶ ماہ میں مجلس کی طرف سے ہر جمعرات کو قرآن مجید سکھانے کے لئے قرآن کلاس کا انعقاد کیا گیا۔

شعبہ مال: سال کے آغاز میں ہی تمام مجالس کو بجٹ برائے ۲۰۱۲ بنا کر دیا گیا۔ چندہ کی وصولی کے لئے عشرہ وصولی ۲۱ تا ۳۰ اکتوبر منایا گیا۔

شعبہ تربیت نومبائع: مجلس میں صرف دو نومبائع انصار ہیں۔ ان میں سے ایک نومبائع فعال ہیں۔

شعبہ تحریک جدید و وقف جدید: تمام زعماء نے اپنی مجالس کے سکرٹیریان مال کے ساتھ مل کر چندہ کی وصولی کی کوشش کی۔

شعبہ اشاعت: دوران سال ایک شمارہ انصاراللہ ناروے شائع ہوا۔

شعبہ آڈٹ: گذشتہ سال کا حساب آڈیٹر صاحب سے دوران سال چیک کروایا گیا۔

مجموعی طور پر مجلس انصااللہ ناروے کی کارکردگی پہلے سے بہتر ہوئی ہے۔ لیکن وقت کی قربانی کی روح کو بیدار کرنے کی مزید ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی فعال خدمت کی توفیق دیتا رہے جو اس کے ہاں قبولیت پائے۔ آمین۔ والسلام صدر مجلس و قائد عمومی مجلس انصاراللہ ناروے۔

رپورٹ چھبیسواں سالانہ نیشنل اجتماع ۲۰۱۲ مجلس انصاراللہ ناروے

مجلس انصاراللہ ناروے کا چھبیسواں سالانہ نیشنل اجتماع مورخہ ۹،۱۰ جون ۲۰۱۲ کو مسجد بیت النصر اوسلو میں زیر صدارت مکرم ملک محمود احمد ایاز صاحب، قائم مقام امیر جماعت ناروے صبح سوا گیارہ بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید و ترجمہ کے بعد صدر انصاراللہ مکرم بشارت احمد صابر صاحب نے انصاراللہ کا عہد دھرایا۔ نظم کے بعد افتتاحی خطاب میں مکرم قائم مقام امیر صاحب نے خلافت کی اہمیت اور اطاعت کی طرف توجہ دلائی۔ ورزشی مقابلہ جات کے لئے انصار فیروست سکول کے ملحقہ گراؤنڈ میں تشریف لے گئے۔ یہ مقابلہ جات بارش کے باوجود جاری رہے۔ فٹ بال، گولہ پھینکنا، صف

اوّل کے انصار کی ۵۰ میٹر کی دوڑ اور صف دوم کے انصار کی ۱۰۰ میٹر کی دوڑ ہوئی۔ نماز ظہر و عصر کے بعد بیت بازی کا مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ کھانے کے بعد میوزیکل چئیر اور کلائی پکڑنے کا مقابلہ ہوا۔ بعد ازاں علمی مقابلہ جات جن میں مقابلہ تلاوت، مقابلہ حفظ قرآن، اور مقابلہ آذان ہوئے۔ شام سات بجے پہلے دن کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ ۵ انصار نے رات مسجد میں قیام کیا۔ اگلی صبح کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ باقاعدہ اجلاس کا آغاز ساڑھے گیارہ بجے مسرور حال میں صدر مجلس کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت کے بعد صدر صاحب نے دعا کروائی اور پھر علمی مقابلہ جات جاری رہے۔ آج کے مقابلہ جات میں مقابلہ نظم، مقابلہ تقریر، مقابلہ فی البدیہہ تقریر، اور مقابلہ عام دینی معلومات کا پرچہ شامل تھا۔ نماز ظہر و عصر و طعام کے بعد آخری اجلاس میں زیر صدارت قائم مقام امیر صاحب ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد صدر صاحب مجلس انصاراللہ نے عہد انصار اللہ دھرانے کے بعد خطاب کرتے ہوئے تبلیغ اور آپس میں باہمی محبت اور پیار کی فضا پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

محترم مربی سلسلہ شاہد محمود کاہلوں صاحب نے اپنے خطاب میں اپنے دورہ نارتھ ناروے کے بارہ میں بتایا۔ آخر میں مکرم امیر صاحب نے پوزیشن لینے والے انصار کو انعامات سے نوازا۔ جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور یوں یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

افتتاحی اجلاس میں کل انصار ۲۱۵ میں سے ۵۸ انصار حاضر تھے۔ اختتامی اجلاس میں انصار کی تعداد ۱۰۶ تھی۔ حسن کارکردگی کے لحاظ سے کل ۱۲ مجالس میں سے اوّل انعام مجلس انصاراللہ لورن شکوگ کو، دوم انعام مجلس انصاراللہ ہولملیا، اور سوئم انعام مجلس انصاراللہ بیت النصر کو دیا گیا۔ جبکہ حوصلہ افزائی کا انعام مجلس انصاراللہ نتیداال اور لامبے شاتر کو دیا گیا۔

(قائد عمومی)

اراکین نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ ناروے ۲۰۱۲

صدر مجلس: مکرم بشارت احمد صابر صاحب

نائب صدر ۱: مکرم عامر نصیر صاحب

نائب صدر ۲: مکرم داود احمد زاہد صاحب

نائب صدر صف دوم: مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب

قائد عمومی: مکرم رائے عبد القدیر صاحب

قائد تعلیم: مکرم منصور خالد صاحب

قائد تربیت: مکرم مظفر احمد خلیل صاحب

قائد تربیت نومبائعین: مکرم جمیل احمد قمر صاحب

قائد ایثار: مکرم ندیم احمد خان صاحب

قائد تبلیغ: مکرم مبشر احمد طارق صاحب

قائد صحت جسمانی: مکرم سیّد انور شاہ صاحب

قائد مال: مکرم آفتاب فرید صاحب

قائد وقف جدید: مکرم غلام سرور صاحب

قائد تحریک جدید: مکرم جاوید اقبال صاحب

قائد تجنید: مکرم عقیل احمد صاحب

قائد اشاعت: مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صاحب

قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی: مکرم احمد سلام صاحب

آڈیٹر: مکرم مقرب احمد میکان صاحب

اراکین خصوصی: مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب، مکرم سیّد کمال احمد یوسف صاحب، مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب۔

ansar.no

زعمائے مجالس انصاراللہ ناروے ۲۰۱۲

زعیم مجلس بیت النصر: مکرم طاہر محمود صاحب

زعیم مجلس تھوئن: مکرم محمد امین صاحب

زعیم مجلس لورن سگوگ: مکرم طارق خلیل صاحب

زعیم مجلس لانبے سیتر: مکرم محمد یعقوب بھٹی صاحب

زعیم مجلس نتھے دال: مکرم راناعبد لطیف صاحب

زعیم مجلس نور: مکرم محمد باسط قریشی صاحب

زعیم مجلس کلفتا: مکرم سہیل مسعود صاحب

زعیم مجلس ہولملیا: مکرم افتخار احمد وڑائچ صاحب

زعیم مجلس درامن: مکرم ہارون عبد اللہ بھٹی صاحب

زعیم مجلس فریڈرکستاد: مکرم خواجہ محمود اسلام صاحب

زعیم مجلس کستیان ساند: مکرم بشارت احمد صاحب

زعیم مجلس بیرون: مکرم رائے قدیر احمد صاحب

رخصتیں اپنے رب کیلئے حاصل کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

”جو دوست گورنمنٹ یا کسی اور ادارہ کے ملازم ہیں ان کو سال میں کچھ عرصہ کی رخصتوں کا حق ہوتا ہے۔ وہ اپنی یہ رخصتیں اپنے لئے یا اپنوں کیلئے لینے کی بجائے اپنے رب کے لئے حاصل کریں اور انہیں اس منصوبہ کے ماتحت خرچ کریں“ (الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۶۶)

نیشنل مجلس عاملہ مجلس انصار اللہ ناروے حضور کے ہمراہ۔ ستمبر ۲۰۱۱

زعمائے مجالس انصار اللہ ناروے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ۔ ۲۰۱۱

اعلان بابت گمشدگی رسیدات

تمام احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ چندہ وصول کرنے کی ایک سوانیتس (۱۲۹) رسیدات گم ہوگئیں ہیں۔ جنکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

خدام الاحمدیہ کی رسید بک نمبر ۸۸ کی پچاس رسیدات (نمبر ۳۴۳۵۱ تا رسید نمبر ۳۴۴۰۰)

خدام الاحمدیہ کی رسید بک نمبر ۹۶ کی پچاس رسیدات (نمبر ۳۴۷۵۱ تا رسید نمبر ۳۴۸۰۰)

جماعت لمبر سیتر کی رسید بک نمبر ۲۳۴ کی انیتس رسیدات (نمبر ۴۱۶۷۳ تا رسید نمبر ۴۱۷۰۰)

اگر ان رسیدات میں سے کسی نے چندہ ادا یا وصول کیا ہو تو فوراً نیشنل محاسب (نصیر احمد صاحب) کو مطلع کریں۔ جزاکم اللہ واحسن الجزاء۔

انصاراللہ ناروے آپ کا اپنا رسالہ ہے اس کے لئے مفید مشورے اور مضامین کی ضرورت ہے۔

اراکین مجلس انصاراللہ سے درخواست ہے کہ رسالہ کے لئے علمی، معلوماتی، تاریخی اور دلچسپ مضامین بھجوائیں۔ کوشش کریں کہ مضامین کمپیوٹر پر inpage یا word میں لکھ کر بھجوائیں۔ مضامین اور انصاراللہ کوئز کے جوابات اس ایڈریس پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

ahmedrizwan@online.no **جزاکم اللہ۔**

”ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقاء ہے“

(یہ مضمون پروفیسر ڈاکٹر محمد صادق صاحب کے مقالہ بعنوان ”تقویٰ“ سے لیا گیا ہے۔ یہ مقالہ مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر اہتمام مقابلہ مقالہ نویسی کے سلسلہ میں لکھا گیا تھا)

عربی زبان میں تقویٰ کے معنی پرہیز کرنے اور بچنے کے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً یہ دل کی اس کیفیت اور حالت کا نام ہے جو قلب میں خیر و شر کی خلش اور نیکی کی ترغیب و رغبت اور برائی سے کراہت و نفرت پیدا کرتی ہے۔ گویا تقویٰ اس فکر و احساس کا نام ہے جس کی بدولت ہر کام احکام خداوندی کے مطابق کرنے کی شدید خواہش اور تمنا پائی جائے اور ان کے خلاف عمل کرنے کی شدید نفرت و حقارت کا اظہار ہو۔ تقویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہر فعل میں اور ہر سوچ میں اللہ تعالیٰ کی طرف نگاہ ڈالنی سیکھ جائے۔ اور یہ سوچنا شروع کرے کہ میں خدا کی خاطر زندہ ہوں۔ تقویٰ کا ایک معنی خوف اور ڈر بھی ہے یعنی ایسا ڈر جو کسی محبت کرنے والے کے پیار کو کھو دینے کا ڈر ہوتا ہے۔ جس طرح ایک تقویٰ خدا کا خوف ہے اسی طرح ایک تقویٰ دنیا کا خوف بھی ہوتا ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک جنگ ہے جو ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کو دنیا کی آلائشوں سے پاک کرے اور اپنے دل

میں خدا کا خوف پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ کے پیار اور محبت کو اس طرح اپنی غذا اور اوڑھنا بچھونا بنالے کہ غیر اللہ اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

ایک دفعہ رسول پاک ﷺ کا ایک مقبرہ سے گزر ہوا۔ سرور دو عالم ﷺ نے بلند آواز میں فرمایا: یا اھل قبور، کیا میں تمہیں یہ خبر نہ دوں کہ تمہارے دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد کیا بیتی؟ تمہاری بیویاں دوسروں کے عقد میں چلی گئیں۔ تمہاری رہائش گاہیں فروخت کر دی گئیں اور جائیدادیں بانٹ لی گئیں۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ تو سہی کہ کس چیز نے تمہاری مدد کی؟ رسول پاک ﷺ نے بعد ازاں فوراً فرمایا: کاش اہل قبور کو جواب دینے کا اذن ہوتا تو وہ برملا کہتے کہ ہم نے صرف تقویٰ کو بہترین زاد راہ پایا۔

انسان جب متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے اور اس کے غیر میں فرقان رکھ دیتا ہے۔ اور پھر اسکو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے، اسکو مشکلات سے رہائی دیتا ہے اور انعام اکرام سے نوازتا ہے۔ پھر متقی خدا کے ولی ہو جاتے ہیں۔ وہ خدا کے اور خدا انکا ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں بہت سے علوم کا ذکر ہے مگر وہ علوم اس پر منکشف ہوتے ہیں جو متقی ہو۔ متقی انسان ایک امتیازی زندگی بسر کرتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ایک متقی انسان کی خاطر دوسروں پر بھی رحم کرتا ہے اور اس کے اہل و عیال، خویش و اقارب اور متعلقین پر بھی اثر پڑتا ہے۔ خدا اس کے ذریعہ سے ہزار آفات سے بچالیتا

ہے۔ غرض خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور متقی بننا بڑی چیز ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ” یاد رکھو! اگر ایک بھی راست باز ہو گا وہ ہزاروں کو اپنی طرف کھینچ لائے گا اور راست باز وہ ہے جو اس کے اور اس کے نفس کے درمیان ہزاروں کوس کا فاصلہ ہو۔ مذہب کی جڑ یہی ہے۔ تقویٰ اور خدا ترسی۔ اور مذہب یہی ہے۔ دکانداری کا نام دین نہیں ہے“۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ج ۵ ص ۷۰)

اس زمانہ میں تقویٰ کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ جہاں دنیا کا اصول منافقانہ زندگی بسر کرنا ہو گیا ہے۔ اول اول انسان انسان سے نفاق کرتا ہے اور منافقانہ رنگ میں ہاں میں ہاں ملاتا ہے حالانکہ دلوں میں کدورت اور رنج و بغض بھرا ہوتا ہے۔ پھر یہ عادت ترقی کرتے کرتے ایسی بڑھتی ہے کہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ خدا علیم بذات الصدور ہے۔ دل سے تو مومن ہوتا نہیں مگر خدا کے آگے مومن بننا چاہتا ہے۔ کیا خدا کسی کے دھوکے میں آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

نماز، نماز نہیں کہلا سکتی، روزہ، روزہ نہیں کہلا سکتا، زکوٰۃ، زکوٰۃ نہیں کہلا سکتی، حج، حج نہیں کہلا سکتا جب تک یہ ساری عبادات اور انکی غرض اللہ کا تقویٰ اور ہر قسم کی نیکی پیدا کرنا اور ہر قسم کی برائی کو دور کرنا نہ ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ” یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی، وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔“

(روحانی خزائن، ج۱۹ ص ۱۵)۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو متّقی ہوں۔ جیسا کہ فرمایا ھُدًی لِّلمُتَّقِین۔ اس سے اس بات کا بھی پتا چلتا ہے کہ متقی بننے کے بعد بھی انسان کو ہدایت کی ضرورت رہتی ہے۔ اور یوں وہ تقویٰ کی اعلیٰ حالتوں کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔ پھر مرنے کے بعد ایک تو انسان کی روح بقا حاصل کرتی ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ اعمال صالح کو بھی باقی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہی صاحب عزت ہوتے ہیں جو صاحب تقویٰ ہوں جیسا کہ فرمایا۔ انَّ اکرمکم عند اللہ اتقٰکم (الحجرات ۱۴)۔ اس میں ایک گہرا فلسفہ یہ بھی ہے کہ ایک شخص تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر ہوتے ہوئے بھی اس بات کا اظہار خود نہیں کرتا۔ اسکے اعمال سے از خود لوگ اس کے تقویٰ کا معیار دیکھتے ہوئے نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

تقویٰ بھی اللہ کی دی ہوئی توفیق سے ہے ورنہ انسان کے قبضہ قدرت میں یہ بات نظر نہیں آتی کہ تقویٰ کا ایسا حق ادا کرے کہ دن رات، سوتے جاگتے، زندگی کا ایک بھی لمحہ اس پر ایسا نہ گذرے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کے خوف کے تابع زندگی نہ بسر کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر رحم کرتے ہوئے اس کو تقویٰ کے حصول کی شرائط اور اس کے ذرائع بتائے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ مائدہ آیت ۱۰۹ میں فرماتا ہے۔ واتقوا اللہ واسمعُوا۔ واللہُ لایھدی القوم الفٰسقین۔

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اچھی طرح اس کے احکام کی فرمانبرداری کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو کامیاب نہیں کرتا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ تقویٰ فرمانبرداری کا نام ہے۔ فرمانبرداری محبت کی وجہ سے کی جاتی ہے یا خوف کی وجہ سے۔ محبت حسن واحسان کے مطالعہ سے پیدا ہوگی اور خوف جلال کے مطالعہ سے۔ ان دونوں کی تفصیل سورۃ فاتحہ میں بیان کی گئی ہے۔ ان کا حصول ایک تو انبیاء کی بعثت سے ممکن ہے اور دوسرے انسان کا اپنی طرف سے مجاہدہ ہے جس میں صحبت صادقین، نفس کا محاسبہ، توبہ، توکل، استخارہ، دعا، نعمتوں پر شکر کرنا، حمد باری تعالیٰ، دین کی خدمت، مالی قربانی، سادہ زندگی اور اللہ تعالیٰ کے جلال وجمال کا معائنہ شامل ہیں۔ نیز نماز، روزہ زکواۃ اور حج بھی تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلف حقوق، ریا، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو۔ اخلاق رزیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بلمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروّت، خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آئے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کثرت سے درود شریف پڑھنے اور تقویٰ کا گہرا تعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ” جب اس طرح جماعت درود پڑھے گی تو اس کے دو فائدے ہوں گے جو اپنی ذات میں لامتناہی ہیں۔ ایک تو انفرادی طور پر جماعت کے ہر شخص کا تقویٰ اور قربانی کا معیار بڑھنا شروع ہو جائے گا اور مجموعی طاقت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ ہر فرد کی طاقت بڑھنے سے کل جماعت کی طاقت اور ہو گی۔ آج اور ہو گی اور آئندہ کل اور ہو گی۔ اور جماعت کی کایا پلٹنی شروع ہو جائے گی۔ طاقت کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ اور درود شریف سے تقویٰ کا ایک خاص رنگ آپ پر جاری ہو جاتا ہے۔ دو باتیں بڑی وضاحت کے ساتھ آپ کو عطا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک تو حضرت رسول پاک ﷺ کے ساتھ سچی محبت اور پیار۔ دوسرے درود شریف کے مفہوم کو سمجھ کر اپنی ذات کو یہ تحریص کہ درود شریف پڑھنے پر کہ میں بھی ” کما “ والے لوگوں میں شامل کیوں نہ ہوں۔ کیوں نہ میں اپنے تقویٰ کا معیار کچھ بڑھا دوں۔ ایک تو اس لحاظ سے جماعت کی عظمت اور طاقت میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا۔ دوسرے دعا مقبول ہونے لگے گی۔ کیونکہ دعا سے اللہ کی محبت چاہیے اور اللہ کی محبت اگر حقیقی ہو تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کے محبوب کی محبت دل میں نہ ہو۔۔۔۔ اپنی اولاد کے لئے دعا کریں جو آپ کے سامنے حاضر ہے بلکہ اس اولاد کے لئے بھی دعا کریں جس کا ابھی کوئی وجود نہیں بنا۔ اس اولاد کے لئے بھی دعا کریں جو نسلاً بعد نسلاً پیدا ہوتی چلی جائے گی اور قیامت تک آپ کی ذرّیت کے

طور پر دنیا میں باقی رہے گی۔ تو ان سب کے لئے تقویٰ کی دعا کو اولیّت دیں اور سب سے زیادہ اسی کی کی طرف توجّہ دیں۔۔ " (خطبات طاہر ج ا ص ۲۱)۔

پھر تقویٰ کے حصول کے لیے جاھدوا فی سبیلہِ کے ماتحت مال کی قربانی، نفس کی قربانی، جان کی قربانی، اوقات کی قربانی، عزّتوں کی قربانی، اولاد کی قربانی اور ہر قسم کی قربانی جسکا مطالبہ جاھدو ہم سے کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ فرماتے ہیں: " اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ اس پر دوسرے احکام کے بدلہ میں بہت زور دیا ہے۔ بعض لوگ اسے صحیح نہ سمجھنے کی وجہ سے خود کو یا کسی دوسرے کو بڑا بزرگ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ اس بنیادی حقیقت کے مدّ نظر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ حکم دیا ہے کہ فلاتزکوا انفسکم ھوا اعلم بمن اتقی (النجم ۳۳)۔ جب تقویٰ کا تعلق دل سے ہے، جب تقویٰ کا تعلق اس پوشیدہ تعلق سے ہے جو ایک بندے کا خدا سے ہوتا ہے تو پھر بندوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ خود فیصلہ کریں اور حکم بنیں۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے ھوا اعلم بمن اتقیٰ انسان کو عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے بنیادی فضل اللہ تعالیٰ سے یہ چاہنا چاہیے کہ اے ہمارے رب! ہمیں تقویٰ اختیار کرنے کی طاقت اور استعداد دے۔ ہمارے اعمال کو تقویٰ کے قلعے میں محفوظ

کر لے۔ اور ہمارے اعمال کو تقویٰ کے نور میں لے لے اور منور کر دے اور تقویٰ کی روحانی خوبصورتی ہمارے اعمال پر چڑھا۔ وہ تجھے مقبول ہو جائیں اور تو ہم سے راضی ہو جائے“

(خطبات ناصر ج ۲ ص ۱۵۹)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں” جو اللہ کی راہ میں متقی بنتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی تنگی سے نکالتا ہے۔ اسے ہر ذلت سے نجات دیتا ہے، اور خود اس کا حافظ و ناصر بن جاتا ہے اور اسے کبھی ضائع نہیں کرتا۔ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے محفوظ رکھتا ہے۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر ایک آدمی با خدا اور سچا متقی ہو تو اس کی سات پُشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا ہے“

(بحوالہ الفضل ۱۶ مارچ ۲۰۱۰)

حضرت مسیح موعود اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے　　　اگر یہ جڑ رہی، سب کچھ رہا ہے

احمدیوں کی حفاظت اور معاندین کی تباہی

(مرسلہ محترم مبارک شاہ صاحب)

روزنامہ جنگ لاہور میں ایک وقت نقطہ نظر کے عنوان سے قارئین کے خطوط اور آراء شائع ہوتی رہی ہیں اور ادارہ کی طرف سے پیشانی پر ایک نوٹ درج ہوتا تھا جو اپنی ذات میں قوم کو دعوت فکر دیتا ہے۔ نوٹ یوں ہوتا تھا۔ نقطہ نظر کے کالم ایسی سنجیدہ بحث کے لئے مخصوص ہیں جن کا تعلق معاشی، معاشرتی، سماجی اور مذہبی مسائل سے ہے ہمارے گرد و پیش ہمہ نوع مسائل موجود ہیں ذاتیات اور فروعی مسائل میں الجھے بغیر ہم ملک کے دانشور اور صائب الرائے حضرات کو ان کالموں میں اظہار خیال کی دعوت دیتے ہیں۔

مورخہ 13 دسمبر 1983 کی اشاعت میں ذیل میں درج عنوان کے تحت اوکاڑہ سے جناب سخاوت حسین صاحب کے خط کا ایک حصہ "کلیدی آسامیوں سے علیحدگی کا عہد" شائع ہوا ہے وہ اپنی ذات میں اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا اور اس کی تائید جماعت کے ساتھ ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ

پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد وہ آج تک اقتدار کی کرسی سے محروم رہے پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اس مسئلہ کا سہارا لینا چاہا انہوں نے اپنے بارے میں مرزائیت سے بریت کے بیانات اخبار اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کے ایما پر اس وقت کے گورنر مغربی پاکستان جناب امیر محمد خان نے مرزا غلام محمد (نقل بمطابق اصل) کی اہم کتب کو ضبط کیا لیکن یہ ان کی متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔

پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد و اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈولتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لیے اپنی محسن مرزائی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ 90 سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تاحیات وزیر اعظم پاکستان رہیں گے لیکن ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اب صدر جنرل محمد ضیاالحق صاحب نے مرزائیت سے بریت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کار فرما ہے وہ پوری قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ (روزنامہ جنگ 13 دسمبر 1983)

بھارت کے مشہور مقالہ نگار جمنا داس اختر روزنامہ " ہندو سماچار " میں لکھتے ہیں کہ کراچی سے شائع ہونے والے ڈیلی نیوز میں ایک ماہر اختر قاری نے لکھا ہے کہ۔

" جس امریکی ہوائی جہاز کی تباہی ہوئی ہے اسے تمام دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قرار دیا جاتا تھا اس سے پہلے اس طرح کے کسی ہوائی جہاز کو کسی حادثہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مشینری ایسی ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ چار انجنوں والا یہ ہوائی جہاز پرواز کرنے کے چار منٹ بعد ہی تباہ ہو جائے۔ معتبر ذرائع کے مطابق یہ ہوائی جہاز اس طرح تباہ ہوا کہ مسافروں کے جسم بری طرح جل گئے انہیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ جنرل ضیا نے وصیت کر رکھی تھی کہ مرنے کے بعد ان کی آنکھیں دان (یعنی خیرات) کر دی جائیں لیکن آنکھیں تک جل گئی تھیں " آگے اخبار لکھتا ہے۔

”اسلام کی روایات کے مطابق دفن کرنے سے پہلے رشتہ داروں کو لاش کا دیدار کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ لیکن جنرل ضیا الحق کا تابوت رسم پوری کرنے کے لئے ان کے نزدیکی رشتہ داروں کے سامنے کھولا نہیں گیا۔ بلکہ اسی طرح اسے دفن کر دیا گیا۔۔۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دفنایا گیا وہ ایسا نہیں تھا کہ اس کو دیکھا۔۔۔۔لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور وہ بری طرح جل گئے تھے اس بات کا ثبوت ہے کہ دھماکہ اتنا طاقت ور تھا کہ انسان اور مشین دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے“۔

(روزنامہ ہند سماچار 8 نومبر 1988)

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

پر ان کو اس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں آنکھیں نہیں ہیں، کان نہیں دل میں ڈر نہیں

دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

(درثمین)

خود کو پہچانو۔۔۔

(ارشاد عرشیؔ ملک اسلام آباد)

ازل سے تا ابد، گو نسلِ انساں کا سمندر رہے
مگر دو ہی طرح کے لوگ اس دنیا میں بستے ہیں
اِک اہلِ راستی ہیں، مخلص و سادہ، مہرباں ہیں
اور اِک ہیں اہلِ باطل، ظالم و جابر ہیں، شیطاں ہیں
(لبادے پارسائی کے پہن کر بھی جو عریاں ہیں)

ازل سے ہے جو قائم وہ یہی تقسیم ہے عرشیؔ
یہی وہ حدِ فاضل ہے، حقیقت میں جو بالا ہے
نہ اس پر وقت کی کچھ قید، نہ سرحد کا تالا ہے
نہیں کچھ واسطہ اس کا امیری اور غریبی سے
نہ کوئی فرق رنگ و نسل کا گورا کہ کالا ہے

کبھی تو آئینہ دیکھو، گریباں میں کبھی جھانکو
نہ بے مقصد گزرتی ساعتوں کی گرد تم پھانکو
تم اہلِ راستی ہو، نیک دل یا اہلِ باطل ہو؟

مسافر کون سے رستے کے ہو؟ تم خود کو پہچانو
کسی کو مت وضاحت دو، بس اپنے آپ کو جانو

تم اِک اُستاد ہو، مزدور ہو، یا فیکٹری والے
سیاست دان ہو، تاجر ہو، یا مذہب کے رکھوالے
رپورٹر ہو، کہ اینکر ہو، کہ طُرّم خان کے سالے
لگے ہیں خود پسندی کے تمہارے دل پہ گر جالے
طبیعت میں تکبر ہے، ہو سیم وزر کے متوالے
تو گو پوشاک اُجلی ہو، مگر تم دل کے ہو کالے

کرو تم لاکھ سجدے رات دن تم اہلِ باطل ہو
تم اک ڈاکو لٹیرے ہو، تمہیں انساں کے قاتل ہو

اگر بے غرض ہو تم، دل کے سچے اور مہرباں ہو
تو تم چٹیل بیابانوں میں مانندِ گلستاں ہو
تمہیں ہو اہلِ حق پیارو، تمہیں سایہ رحماں ہو

سٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking)

(محترم مبارک شاہ صاحب)

موجودہ دور کے مایہ ناز سائنس دان انہیں گذشتہ صدی کا آئن سٹائن کے بعد دوسرا بڑا سائنس دان قرار دیا جاتا ہے۔ ان کا زیادہ تر کام ثقب اسود یعنی بلیک ہولز تھیوریٹیکل کاسمولوجی (کونیات) کے میدان میں ہے۔ وہ ایک خطرناک بیماری سے دوچار ہیں اور کرسی سے اٹھ نہیں سکتے، ہاتھ پاؤں ہلا نہیں سکتے اور بول نہیں سکتے۔ لیکن وہ دماغی طور پر صحت مند ہیں اور بلند حوصلگی کی وجہ سے اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے خیالات کو دوسروں کو پہنچانے اور اسے صفحے پر منتقل کرنے کے لیے ایک خاص شمارندے، کمپیوٹر کا استعمال کرتے ہیں۔ سٹیفن ہاکینگ جس نے دو پلکوں کے ذریعے نہ صرف فزکس میں کمال کر دیا بلکہ اس نے قرآن مجید کی وہ تھیوری بھی ثابت کر دی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ سٹیفن ہاکنگ آج کے دور کا بڑا محسن ہے یہ دنیا کے ہر شخص کے لئے موٹیویشن کا ذریعہ ہے جو کھلتی بند ہوتی آنکھوں، سنتے سمجھتے کانوں، چکھتے سونگھتے حلق، چلتی پھرتی ٹانگوں کھولتی بند ہوتی گرفت کے باوجود زندگی سے مایوس ہے، جو زندہ رہ کر بھی مردوں جیسی زندگی گزار رہا ہے، یہ سائنس کے ان طالب علموں کیلئے بھی موٹی ویشن کا بہت بڑا سورس ہے جو اعضا کی کمی یا بیماری کو ریسرچ کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں اور یہ دنیا کے ان تمام اسکالرز کیلئے بھی چیلنج ہے جو قرآن مجید کو سائنس سے ثابت کرنا ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ سٹیفن ہاکنگ قدرت کا کرشمہ، قدرت کا کمال ہے اور یہ کمال 70 ستر سال کا ہو چکا ہے، اس نے 70 ستر برسوں میں سے 48 سال اس حالت میں گزار دیئے کہ ڈاکٹر ہر دو ماہ کے بعد اس سے کہتے تھے سٹیفن تمہارے پاس زیادہ وقت نہیں بچا اور یہ دونوں پلکیں جھپکا کر خاموش ہو جاتا تھا۔ سٹیفن ہاکنگ نے معذوری کے ساتھ ساتھ طبّی دنیا کو بھی شکست دے دی، اس نے ثابت کر دیا کہ زندگی اور موت بیماری کے ہاتھ میں نہیں خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جب تک انسان کا حوصلہ نہیں مرتا انسان اس وقت تک زندہ رہتا ہے۔

سٹیفن ہاکنگ ایک نارمل شخص تھا یہ جنوری 1942 میں آکسفورڈ میں پیدا ہوا، اس کے والد ریسرچ بیالوجسٹ تھے۔ یہ بچپن میں ذرا سست بچا تھا، آٹھ سال تک پڑھ نہیں سکا، لیکن پھر اس کی زندگی کو گیر لگ گئے اور یہ پڑھا کو مشہور ہو گیا اور یہ گھڑ سواری، کشتی رانی، کلاسکی میوزک اور تقریریں بھی کرنے لگا لیکن پھر 21 سال کی عمر میں اسکی زندگی کا وہ دور شروع ہو گیا جس نے گمنام سٹیفن ہاکنگ کو مشہور سٹیفن ہاکنگ بنا دیا، یہ سردیوں میں برف پر سکیٹنگ کر رہا تھا، یہ سکیٹنگ کے دوران برف پر گر گیا، یہ ایک معمولی حادثہ تھا اور سکیٹنگ کے دوران اس قسم کے حادثے ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر کے پاس گیا، ڈاکٹر نے اس کے خون کے نمونے لئے اور اس کے بعد اسے بتایا کہ تم موٹر نیوران ڈیزیز (ایم این ڈی) کے مریض ہو، یہ دنیا کی خوفناک ترین اور ناقابل علاج بیماری ہے۔ اس مرض میں انسان کے تمام اعضا ایک ایک کر کے مر جاتے ہیں اور انسان اپنے جسم کے تمام اعضا کو مرتے اور معطل ہوتے دیکھتا ہے اور آخر میں جیلی بن کر وہیل چیر تک محدود رہ جاتا ہے۔ اس مرض میں مریض کے پاس زیادہ وقت نہیں ہوتا، یہ ایک دو برس میں دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ سٹیفن ہاکنگ کو بھی 21 سال کی عمر میں بتا دیا گیا تھا کہ تم دنیا میں ایک دو سال کے مہمان ہو، چھ ماہ کے اندر تمہارے جسم کے تمام اعضا تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے یہ خبر نہیں تھی بم تھا جو اکیس سال کے نوجوان کے سر پر پھٹا جو کیمبرج میں پی ایچ ڈی کر رہا تھا اور جس نے اپنی زندگی کے پورے رنگ بھی نہیں دیکھے تھے۔ سٹیفن نے بتایا کہ بیماری کی تشخیص ہوئی تو میرا سب سے پہلے تاثر یہ تھا کہ میں اپنی پی ایچ ڈی مکمل نہیں کر سکوں گا لیکن پھر میں نے سوچا گو میرے پاس وقت کم ہے لیکن ہے ضرور اور اگر میں اس کم وقت کو زیادہ استعمال کر لوں تو مرنے سے پہلے اپنے خواب پورے کر سکتا ہوں، میں بیماری کے علم سے پہلے صرف ایک گھنٹہ پڑھتا تھا، میں اب زیادہ وقت پڑھائی کو دینے لگا، اس دوران میری ملاقات جین سے ہو گئی اور جین نے میرے ساتھ منگنی کر لی، اب میرے سامنے تین چیلنج تھے، میں نے اب جین سے شادی کرنی تھی، شادی کے لئے نوکری ضروری تھی اور نوکری کیلئے پی ایچ ڈی لہذا میرے پاس وقت کے زیادہ سے زیادہ استعمال کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا اور میں نے وقت استعمال کرنا شروع کر دیا، بیماری میرے جسم پر حملہ کرتی رہی مگر میں چیلنجز کی تکمیل میں لگا رہا یہاں تک کہ بیماری مجھے وہیل چیر پر لے گئی لیکن میں نے پی ایچ ڈی بھی کر لی

مجلس ادارت رسالہ انصار اللہ ناروے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ۔ ستمبر ۲۰۱۱

ansar.no

سالانہ اجتماع انصاراللہ ناروے ۲۰۱۲۔چند تصویری جھلکیاں

نوکری بھی تلاش کرلی، شادی بھی کرلی اور ہمارے تین بچے بھی ہوگئے اور میری یہ تینوں اچیومنٹس میڈیکل سائینس کیلئے حیران کن تھیں، میڈیکل سائنس کو معلوم ہی نہ تھا یہ تو کچھ بھی نہیں، اصل حیرتیں، اصل معجزے تو اس کے بعد ہونے ہیں، سٹیفن ہاکنگ نے بتایا میں نے اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ کارآمد بنایا، میری آپ سے درخواست ہے آپ بھی اپنا وقت، اپنی زندگی کو دوسروں کیلئے وقف کردیں، آپ کی پریشانیاں چھوٹی ہوجائیں گی۔ سٹیفن ہاکنگ کا کہنا ہے کہ آپ ہمیشہ ستاروں کی طرف دیکھیں، نیچے نہ دیکھیں، اپنے میں تجسس پیدا کریں، زندگی چاہے کتنی ہی مشکل کیوں نہ ہو لیکن آپ کے پاس کامیابی کا کوئی نہ کوئی دروازہ پھر بھی ہوتا ہے۔

اصل بات حوصلہ ہے، آپ کو کسی بھی حال میں ہمت نہیں ہارنا چاہیئے۔ سٹیفن ہاکنگ کے الفاظ اسکی زندگی کی تفسیر تھے، ہاکنگ نے ہمت نہیں ہاری، اسکا سارا جسم مفلوج ہوگیا اسکے ہاتھ پاؤں، منہ، ناک، کان، پورا جسم جواب دے گیا، اسکی گردن ڈھلک گئی، اسکی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگی یہاں تک کہ اسکے جسم میں صرف ایک متحرک چیز بچ گئی اور وہ اسکی پلکیں تھیں گویا باقی زندگی صرف اسکو پلکوں کے سہارے گزارنا تھی اور یہ کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن اس نے ہار نہیں مانی، اسنے حوصلہ اور ہمت نہیں ہاری، یہ ڈٹا رہا یہاں تک کہ یہ صرف دو پلکوں کے ذریعے آئین سٹائن کے بعد دنیا کا دوسرا بڑا دماغ ہوگیا، اس نے لاکھوں سال کے وہ سربستہ راز کھول دیئے جن تک دنیا کا کوئی سائنسدان کوئی مفکر، کوئی دانشور، کوئی ریسرچ سکالر نہیں پہنچ سکا۔ سٹیفن ہاکنگ نے ثابت کر دیا کائنات مسلسل پھیل رہی ہے کائنات میں نئی کہکشائیں نئے سیارے اور نئے ستارے جنم لے رہے ہیں یہ وہ فلسفہ یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعلان قرآن مجید نے کیا لیکن قدرت نے اس حقیقت کی تصدیق کا سہرا اس سٹیفن ہاکنگ کے سر باندھ دیا جو اپنی گردن تک سیدھی نہیں کر سکتا، جو زبان سے ایک لفظ نہیں بول سکتا، جو ایک لفظ لکھ نہیں سکتا اور جس کا چہرہ 48 سال سے صاف سلیٹ کی طرح بے تاثر ہے، یہ شخص 48 سال سے ساقط ہے لیکن اس کا دماغ ہمہ وقت متحرک رہتا ہے، یہ سوچتا رہتا ہے، کھوجتا رہتا ہے اور قدرت کے دامن میں چھپے راز کھولتا رہتا ہے، اس کا دماغ پوری لیبارٹری ہے، یہ اس لیبارٹری میں ان حقائق کا تجزیہ کرتا رہتا ہے جنہیں قدرت نے آج تک کسی کو دیکھنے تک کی اجازت نہیں دی۔ مائیکروسافٹ نے دُنیا کے اس شاندار دماغ کیلئے ایک دلچسپ

کمپیوٹر بنایا، یہ کمپیوٹر سٹیفن ہاکنگ کی پلکوں کو پڑھ لیتا ہے، سٹیفن ہاکنگ جو کچھ سوچتا ہے یہ اسے پلکوں پر شفٹ کرتا ہے، یہ ایک خاص ترتیب سے پلکیں جھپکتا ہے، کمپیوٹر اس ترتیب کو لفظوں کی شکل دیتا ہے اور یہ لفظ پرنٹ ہو کر سائنس کی دُنیا میں تہلکہ مچا دیتے ہیں لیکن سٹیفن ہاکنگ نے اصل تہلکہ آپ کی اور میری زندگی میں مچایا۔

یہ دُنیا کے ہر اس انسان کیلئے سبق ہے جو معمولی مسئلوں پر پریشان ہو کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں، یہ سٹیفن ہاکنگ اپنی پلکوں کے ذریعے ہر اس شخص کا ہاتھ تھام لیتا ہے جو موت کو زندگی پر فوقیت دیتا ہے، یہ دُنیا کے تمام مایوس لوگوں سے چلا کر کہتا ہے میرے جسم کا کوئی عضو کام نہیں کر رہا لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری، میں نے شکست نہیں مانی، میرے پاس صرف دو پلکیں ہیں اور میں ان سے زندگی کی نہر کھود رہا ہوں جبکہ تم سب کچھ ہوتے ہوئے بھی زندگی سے مایوس ہو، تم سب کچھ ہوتے ہوئے بھی مرنا چاہتے ہو۔ سٹیفن ہاکنگ نے ستر سال تک جی کر نہ صرف میڈیکل سائنس کو شکست دے دی بلکہ اس نے دُنیا کی پریشانیوں کو بھی ہرا دیا، اس نے ثابت کر دیا اگر انسان کا حوصلہ زندہ ہو تو کمزوریاں، معذوریاں اور پریشانیاں آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں، آپ صرف دو پلکوں کے ذریعے مصیبتوں کا ہمالیہ جڑوں سے اکھاڑ سکتے ہیں۔

جس نے بھی وہاں کتبوں کو مسمار کیا ہے　　وحشی وہ درندہ ہے مگر انسان نہیں ہے

ہر ایک ہے کرسی کا طلب گار وہاں پر　　اب ملک بچانے کا کوئی دھیان نہیں ہے

یہ پاک وطن خون سے رنگین ہوا ہے　　اب امن کا اس دیس میں سامان نہیں ہے

کلمے کو مٹاتے ہیں جو پاک وطن میں　　کوئی بھی بڑا ان سے شیطان نہیں ہے

مومن کا توکل ہے سدا اپنے خدا پر　　مولا کے سوا کوئی بھی رحمان نہیں ہے

(خواجہ عبدالمومن)

صغیرہ گناہ، کبیرہ کس طرح بنتے ہیں

(ارشاد عرشی ملک اسلام آباد)

ہم میں سے ہر انسان حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا کی اولاد ہے اور خطا کا پُتلا ہے اس لئے ہم سے کسی لغزش کا ارتکاب ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ حضرت آدمؑ کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے لغزش کا ارتکاب ہونے کے بعد ربناظلمنا انفسانا۔۔ کا وِرد کیا اور اللہ کے حضور گریہ زاری کی انتہاء کر دی۔ سو ہم سب کے لئے اپنے جدِّ امجد کی سنت پر چلنا لازمی ہے۔ ہماری روزمرہ زندگی میں ہم سب سے کسی نہ کسی گناہ کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے۔ مختلف علماء کرام نے مختلف گناہوں کو صغیرہ اور کبیرہ گناہ کر کے گنوایا ہے۔ ہم یہاں اس بحث میں نہیں پڑتے کہ کون سا گناہ صغیرہ اور کون سا کبیرہ ہے بلکہ منطقی انداز سے یہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری کم علمی اور غفلت کی وجہ سے کس طرح ہمارے صغیرہ گناہ کبیرہ بن جاتے ہیں۔ ان صغیرہ گناہوں کے کبیرہ گناہ بن جانے کے کچھ بنیادی اسباب ہیں ان کا بیان کرتے ہیں۔

پہلا سبب: گناہ پر ڈٹ جانا اور اسے بار بار کرنا۔ اصرار کی صورت میں صغیرہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اور استغفار کی صورت میں کبیرہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اگر ایک کبیرہ گناہ کے بعد آدمی دوسرا کبیرہ گناہ نہ کرے تو معافی کی زیادہ امید ہوتی ہے بہ نسبت اس صغیرہ گناہ کے جس پر آدمی ڈٹا رہے، اس کی مثال ایسے ہے جیسے پتھر پر پانی کا ایک قطرہ مسلسل گرتا رہے تو وہ پتھر میں سوراخ کر دیتا ہے گو کہ وہ ایک معمولی قطرہ ہے لیکن ایک ہی دفعہ بہت سا پانی پتھر پر ڈال دینے سے ایسا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "کہ بہترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ کم ہو"۔ جس طرح اچھا دائمی عمل فائدہ مند ہوتا ہے اگرچہ کم ہو اسی طرح چھوٹے گناہ جب بار بار کئے جائیں تو دل کو تاریک کرنے کی زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ انسان اچانک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جائے اور اس کے آگے پیچھے کوئی صغیرہ گناہ نہ ہو۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ زنا کرنے والا اچانک زنا کرے اور اس سے پہلے ارادہ اور زنا کے اقدام نہ

ہوں۔ ایسا بھی بہت کم ہوتا ہے کہ کسی سابقہ دشمنی کے بغیر اچانک کوئی قتل جیسے گناہ کا مرتکب ہوجائے یا اچانک ڈاکہ ڈالنے چل پڑے۔ تو ہر کبیرہ گناہ سے پہلے بہت سے صغیرہ گناہ ہوتے ہیں جو نوبت یہاں تک پہنچادیتے ہیں۔ اور اگر کبیرہ گناہ کا اچانک ہونا متصور ہو اور آدمی اسے دوبارہ بھی نہ کرے تو اس میں اس صغیرہ کے مقابلے میں معافی کی زیادہ امید ہوتی ہے جس پر آدمی ڈٹا رہتا ہے۔

دوسرا سبب: صغیرہ گناہ کے کبیرہ بن جانے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ انسان اس کو معمولی سمجھے۔ جب انسان کسی گناہ کو معمولی اور چھوٹا سمجھتا ہے اور اس پر مُصر رہتا ہے تو وہ گناہ اللہ تعالیٰ کے حضور بڑا ہوجاتا ہے اور جب انسان کسی گناہ کو بڑا سمجھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں چھوٹا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ گناہ کو بڑا سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں اس سے نفرت پائی جاتی ہے اور وہ اسے ناپسند کرتا ہے اور یہی نفرت گناہ کی شدتِ تاثر کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہے جبکہ گناہ کو معمولی سمجھنا اس سے اُلفت کی علامت ہے اور اس سے دل پر گہرا منفی اثر مرتب ہوتا ہے جو دل کو سیاہ کرنے کا باعث بنتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”مومن اپنے گناہ کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے اس کے اوپر ایک پہاڑ ہو اور اس کے اس پر گرنے کا ڈر ہو اور منافق اپنے گناہ کو مکھی کی طرح دیکھتا ہے جو اس کے ناک پر سے گذرتی ہے تو وہ اسے اُڑا دیتا ہے“ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۳۳)۔ مومن کے دل میں گناہ کے پہاڑ جیسا بڑا ہونے کا خوف اس لئے ہوتا ہے کیونکہ وہ جلالِ الٰہی کا علم رکھتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے کہ جس کی اس نے نافرمانی کی ہے وہ بہت بڑی ذات ہے تو وہ صغیرہ گناہ کو بھی کبیرہ سمجھتا ہے۔

اسی اعتبار سے بعض عارفین نے فرمایا کہ صغیرہ گناہ کا وجود ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر مخالفت گناہِ کبیرہ ہے۔ اسی طرح بعض صحابہ کرامؓ نے تابعین سے فرمایا کہ تم ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نگاہ میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان کو مہلکات میں شمار کرتے تھے کیونکہ جلالِ خداوندی کے حوالے سے صحابۂ کرامؓ کو معرفتِ تامہ حاصل تھی۔

تیسرا سبب: صغیرہ گناہ کے کبیرہ بننے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کی پردہ پوشی فرمائی ہے نیز اسے ڈھیل دی ہے اسے معمولی چیز سمجھے، گناہوں پر دلیر ہوجائے اور یہ سمجھنے لگے کہ گناہوں پر اس کا قادر ہونا اللہ

تعالیٰ کی عنایت ہے اور ایسا اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خبری اور انسان کی جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جیسے کہ ارشادِ خداوندی ہے کہ "اور وہ اپنے آپ سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری باتوں پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا، تو انہیں جہنم کافی ہے وہ اس میں داخل ہوں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی"۔ (سورت مجادلہ آیت نمبر ۹)

چوتھا سبب: یہ ہے کہ انسان گناہ کر کے اسے ظاہر کرے یعنی ارتکابِ گناہ کے بعد اس کا ذکر دوسروں کے سامنے کرے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر اپنی بُردباری کی وجہ سے جو پردہ ڈالا تھا یہ اس پردے کو اٹھادے۔ دوسروں کے سامنے ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے گناہ کو معمولی سمجھتا ہے یا دوسرے کو برائی کی ترغیب دیتا ہے یا اسے اپنے فعل پر گواہ بناتا ہے تو یہ سب باتیں جُرم ہیں جو صغیرہ گناہ کے ساتھ مل کر اسے کبیرہ بنادیتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ "تمام لوگوں کے لئے معافی ہے لیکن گناہ ظاہر کرنے والوں کے لئے نہیں۔ تم میں سے ایک گناہ کی حالت میں رات گزارتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا پس صبح وہ اللہ تعالیٰ کے پردے کو پھاڑ دیتا ہے اور اپنا گناہ بیان کرتا پھرتا ہے"۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۹۶ کتاب الادب)

یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور نعمتوں میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ وہ خوبصورت چیزوں کو ظاہر کرتا اور بُری چیزوں کو چھپاتا ہے اور پردہ دری نہیں فرماتا پس گناہ کا اظہار اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہے۔ اسی لئے بعض بزرگوں نے فرمایا کہ گناہ نہ کرو اور اگر ہو جائے تو اس کا اظہار کر کے دوسروں کو اس کی ترغیب نہ دو اس طرح کرنے سے دو گناہ ہو جائیں گے۔

جب انسان کسی گناہ سے لذت حاصل کرتا اور اس پر خوشی اور فخر کا اظہار کرتا ہے تو وہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور دل کی سیاہی پر اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ اپنے گناہ پر خوش ہوتے اور فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم نے دیکھا نہیں کہ میں نے کس طرح فلاں کی عزت کو تار تار کیا اور دوکان دار کہتا ہے کہ میں نے کس طرح فلاں کو بے وقوف بنا کر ناقص مال بیچ دیا اور کوئی نوجوان کہتا ہے کہ میں نے فلاں لڑکی کو کیسا محبت کے جال میں پھنسا کر اپنا اُلو سیدھا کیا یا میں نے کس ہوشیاری سے جعلی نوٹ چلا دیا یا کسی کا موبائیل فون ہتھیا لیا وغیرہ وغیرہ۔ پس اپنے گناہ پر خوشی اور فخر کرنے والا اسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔

پانچواں سبب: صغیرہ گناہ کے کبیرہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گناہ کرنے والا عالم ہو اور لوگ اس کی اقتداء کرتے ہوں۔ جب وہ اس کا ارتکاب یوں کرے کہ لوگ دیکھ رہے ہوں تو یہ کبیرہ گناہ ہو جائے گا۔ مثلاً کوئی عالم ریشمی لباس پہنے، زیب وزینت اور کروفر کے ساتھ باہر نکلے، امراء اور حکمرانوں کے ساتھ میل جول رکھے اور غریبوں کو نظر انداز کرے، دوسرے علماء کی عزت کے خلاف زبان کھولے۔ عوام الناس کو نفرت اور تعصب کا سبق پڑھائے اور انہیں اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرے، لوگوں کی جمع پونجی نذرانوں کے نام پر وصول کرے اور شاہانہ زندگی بسر کرے، دنیا کی طرف میلان رکھے، نئی نئی بدعتوں کو رواج دے، یہ وہ گناہ ہیں کہ جن میں عالم کی اتباع کی جاتی ہے۔ اب وہ عالم دنیا سے رخصت بھی ہو جائے تو اس کی برائی باقی رہتی ہے اور عرصہِ دراز تک دنیا میں پھیلتی رہتی ہے۔ حدیث شریف ہے کہ ”جس نے کوئی برا طریق جاری کیا اس پر اس کا گناہ ہو گا اور ان لوگوں کا بھی جو اس پر عمل کریں گے“۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۳۲۷ کتاب الزکواۃ)

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ عالم کے لئے خرابی اس کے اتباع کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے پھر وہ اس سے رجوع بھی کر لیتا ہے لیکن لوگ اس کام کو کرنے لگتے ہیں اور زمانے بھر میں پھیلا دیتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے فرمایا عالم کی لغزش کشتی کے ٹوٹنے کی طرح ہے وہ خود بھی ڈوبتی ہے اور اس میں جو سوار ہیں وہ بھی ڈوبتے ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ عالم کے پھسلنے سے ایک عالَم پھسل جاتا ہے اور جیسا کہ گناہوں کی وجہ سے علماء کے لئے سزا زیادہ ہے اسی طرح ان کی نیکیوں کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ شریعت کے مطابق چلیں پس جب زیب وزینت، کروفر کا شوق اور دنیا کا میلان چھوڑ دیں اور تھوڑے سے مالِ دنیا پر قناعت کر لیں حسبِ ضرورت رزق اور سادہ کپڑوں پر صبر کر لیں اور اس طرح ان کی اتباع کی جائے تو انہیں ان کی اتباع کرنے والوں کا ثواب بھی ملے گا اور معاملہ اس کے برعکس ہو تو اتباع کرنے والوں کا گناہ بھی انہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور تمام عیاں اور نہاں بدیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(اس مضمون کی تیاری میں حضرت امام غزالیؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ” احیائے علوم“ سے استفادہ کیا گیا ہے)

تقویٰ

(ڈاکٹر محمد صادق صاحب، لاہور)

ہر گھڑی میرے عزیزو، رہنا تم تقویٰ شعار　　سب سے اچھی راہ یہی ہے اس کو کرنا اختیار

ہر بھلائی کی جو جڑ ہے اتّقا ہے اس کا نام　　اس سے شاخیں پھوٹتی ہیں نیکیوں کی بے شمار

روحانیت پاتی ہے زینت اس گھڑی اے دوستو　　دیتے ہیں جب مومنیں، تقویٰ کی راہوں کو نکھار

ہر طرح کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے　　ہے یہی حصن حصیں اور راہ یہی ہے پائیدار

شبہات کے پیچھے نہیں چلتا کبھی بھی متّقی　　ان کے فتنوں سے وہ رہتا ہے ہمیشہ ہوشیار

تقویٰ یہی ہے جس سے ہوتا ہے خوارق کا ظہور　　ہوتا ہے پھر متّقی پر ہی فرشتوں کا اتار

اعمال کی کی اصلاح کی خاطر ان میں ہے قول سدید　　ان کی باتوں کو نہیں دیکھا کبھی بھی پیچدار

اپنی ہستی کو مٹادو تم خدا کے واسطے　　چھوڑ دو اپنے ارادوں کو، اسی پر ہو نثار

خوبصورت ہے وہی، جو ہو خدا کی نظر میں　　اپنی جانب سے نہیں انسان کا دعویٰ باوقار

مقتدر ہستی خدا کو متّقی جب مان لے　　اس کو ہوتی ہے عطا پھر راہ حق از کردگار

یہ وہی راہ ہے کہ جس پر چل کے پاتا ہے نجات　　پھر خزاں دیدہ چمن میں اس کے آتی ہے بہار

سرپرستی میں خدا کی آتے ہیں سب متّقی　　متّقی کی اس کے ہاتھوں میں ہی ہوتی ہے مہار

متّقی کو تنگیوں سے دیتا ہے ربّ مخلصی　　اور دیتا ہے اسے دنیا میں اک عزّ و وقار

ہو اگر تقویٰ دلوں میں، کبر آ سکتا نہیں　　نور کی جگہیں کبھی ہوتی نہیں تاریک و تار

تقویٰ کی باریک راہوں سے ہی بنتے ہیں نقوش　　جن پہ ہوتا ہے روحانی حسن کا سب انحصار

کس قدر ارفع و اعلیٰ متّقی کی شان ہے　　ہاتھ پاؤں متّقی کے بنتا ہے پروردگار

تقویٰ ہے دین محمد کا خلاصہ دوستو　　یعنی ہے ساری شریعت کا اسی پر انحصار

اے خدا ہم کو انہیں باریک راہوں پر چلا

تقویٰ کی باریک راہیں، دیں ہمیں دل کا قرار

اے خدا ہم کو عطا کر سب کی سب برکات یہ

قوم احمد کو بنا دے متّقی پرہیز گار

تے جے ویکھاں میں عملاں ولّے تے کجھ نئیں میرے پلے

تے جے ویکھاں تیری رحمت ولّے تے بلّے بلّے بلّے

تے عدل کریں تے تھر تھر کمّن اچیاں شاناں والے

فضل کریں تے بخشے جان میں جے وی منہ کالے

(میاں محمد بخش)

انصار اللہ کوئز

اراکین مجلس انصاراللہ سے درخواست ہے کہ ذیل میں دیے گئے سوالات کے جوابات رسالہ چھپنے کے ایک ماہ کے اندر دیں۔ صحیح جوابات دینے والوں کے نام اگلے شمارے میں شائع کئے جائیں گے۔

۱۔ اسلام نے سود کو کیوں منع کیا، اسکی حکمتیں بیان کریں؟

۲۔ حج اور عمرہ میں کیا فرق ہے۔حج کرنے کا طریق کیا ہے؟

۳۔ حضرت صاحبزادہ مرزابشر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ رسول کریم ﷺ کی کس پیشگوئی کے مصداق تھے؟

۴۔ دارلقضاء کا قیام کب عمل میں آیا؟ اسکا مختصر طور پر سٹرکچر بیان کریں؟۔

۵۔ شہید کسے کہا جاتا ہے؟

۶۔ دنیا کی سب سے بڑی لائبریری کونسی ہے اور یہ کہاں واقع ہے؟

۷۔ بحیرہ مردار کے بارہ میں آپ کیا جانتے ہیں؟

انتخاب

اس کالم میں مختلف اخبارورسائل میں چھپنے والے مفید مضامین مختصراً قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

تکبر

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی مرحوم و مغفور نے مغربی افریقہ میں اسلام اور احمدیت کی جو گراں قدر خدمات سر انجام دی ہیں وہ تاریخ احمدیت کا ایک زرّیں باب ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۸ میں سیر الیون مسلم کانگرس نے ایک جلسہ عام میں ان کا خطاب کروایا جس کی صدارت ملک کی ایک معروف شخصیت شیخ حیدرالدین نے کی۔ انہیں جے۔پی اور ایم۔بی۔ای، کے اعزازات مل چکے تھے اور ملک کا ہر طبقہ ان کا لوہا مانتا تھا۔ موصوف کے نہایت موثر خطاب کے بعد شیخ حیدر الدین نے اپنے صدارتی ریمارکس میں بڑے تکبّر سے کہا: ’’سامعین! میں آپ سب سے زیادہ عالم ہوں اور دینی علوم میں ید طولیٰ رکھتا ہوں۔ میرے نزدیک اس انڈین حاجی کی باتیں اور دلائل محض ملمّع سازی اور جھوٹ کا پلندہ ہیں‘‘۔ تکبّر کی انتہا کرتے ہوئے اس شخص نے اس حد تک کہہ دیا ’’میں تو اس کے جھوٹے مسیح کو ماننے کی نسبت یہ پسند کروں گا کہ میرا دماغ کام کرنا چھوڑ دے تاکہ اس انڈین مشنری کی باتوں پر غور ہی نہ کر سکوں اور اس فتنہ سے بچا رہوں‘‘۔ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ اس کے جلال اور جبروت کے آگے بڑے سے بڑے انسان کا تکبّر اور غرور پاش پاش ہو جاتا ہے۔ یہی انجام اس متکّبر مخالف حق کا ہوا۔ جس انجام کی اس نے تمنا کی تھی بالکل وہی اس کا نصیب بن گیا۔ چند مہینوں کے اندر اندر اس شخص نے منہ مانگی سزا پالی۔ اس کا دماغ توازن بگڑ گیا۔ اور اس کی حالت اتنی غیر ہوئی کہ دیکھی نہ جاتی

تھی۔ قریباً اڑھائی سال تک موت وحیات کی کشمکش میں مبتلاء رہنے کے بعد انتہائی عبرتناک حالت میں اس جہان سے چل بسا۔

(روح پرور یادیں از مولوی محمد صدیق امرتسری صاحب ص ۲۲۳ تا ۲۲۵ بحوالہ تبلیغی میدان میں تائید الہٰی کے ایمان افروز واقعات از مولانا عطاالمجیب راشد صاحب)

تبلیغ کا شوق اور تائید الہٰی

مکرم ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب مرحوم تبلیغ کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ دن رات تبلیغ کرتے اور اس دوران باقی ہر چیز کو کلیتاً بھول جاتے۔ اس محویت کے ضمن میں ان کا ایک واقعہ مولانا عطاالمجیب راشد صاحب اپنی کتاب ”تبلیغی میدان میں تائید الہٰی کے ایمان افراز واقعات“ کے صفحہ ۱۵ پر انکی اپنی زبان میں یوں بیان کرتے ہیں۔

” میں حاجیوں کے ایک جہاز پر بطور ڈاکٹر ملازم تھا۔ واپسی سفر پر جب جہاز عدن پہنچا تو میں تبلیغ کے شوق میں ادھر ادھر نکل گیا اور تبلیغ میں ایسا محو ہو گیا کہ جہاز کی روانگی کے وقت کا خیال تک نہ رہا۔ تبلیغ سے فارغ ہو کر واپس بندرگاہ پر آیا تو دیکھا کہ جہاز روانہ ہو چکا ہے۔ یہ دیکھ کر میں سخت گھبرا گیا۔ حالت یہ تھی کہ ایک رنگ آتا تھا اور ایک رنگ جاتا تھا۔ دل میں سوچتا کہ جہاز والے کیا کہیں گے۔ اور اگر کوئی مسافر مر گیا تو مجھ پر قانونی گرفت بھی ہو سکتی ہے۔ اسی پریشانی میں ساری رات دعاؤں میں گزاری کہ خدایا! میں تیرا کام کر رہا تھا۔ عربوں کو پیغام حق پہنچا رہا تھا۔ یہ میرا ذاتی کام نہ تھا۔ اب جہاز نکل گیا ہے۔ میرے مولیٰ! مجھے کچھ علم نہیں۔ اب تو میرا جہاز مجھے واپس لا کر دے۔ میں یہ دعا کرتے کرتے سو گیا۔ رات خواب میں دیکھا کہ جہاز واپس آ گیا ہے۔ میں جن لوگوں کو شام تک تبلیغ کرتا رہا تھا

وہ مجھ پر پہلے ہی ہنس رہے تھے کہ اس کا جہاز نکل گیا اور مصیبت میں پڑ گیا ہے۔ صبح جب میں نے یہ اعلان کیا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میرا جہاز واپس آگیا ہے اس پر تو وہ اور بھی ہنسے کہ کیسا مجنون آدمی ہے۔ کیا کبھی بحری جہاز بھی یوں واپس آیا ہے؟

خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا کوئی حد بست نہیں اور اس کے کام نیارے ہوتے ہیں۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے ایک عجیب اور نا قابل یقین نظارہ دیکھا۔ ایک شخص بھاگا بھاگا آیا اور بتایا کہ واقعی جہاز بندر گاہ پر واپس آگیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جہاز پر واپس پہنچ گیا۔"

جہاز کی واپسی کا اصل سبب تو اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی تصرف تھا۔ ظاہری وجہ یہ بن گئی کہ جنگ کہ وجہ سے آبدوزوں کے حملہ کا خطرہ تھا اور اس جہاز پر امن کا جھنڈا موجود نہ تھا۔ یہ جھنڈا لینے کے لئے جہاز واپس پورٹ پر آن لگا تھا۔ عام مشاہدہ تو یہ ہے کہ سفر میں گاڑی یا بس چھوٹ جائے تو کبھی واپس نہیں آتی اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا یہ کرشمہ دکھایا کہ ایک پر جوش داعی الی اللہ کی خاطر عظیم سمندری جہاز واپس آگیا!

<u>بنو امیہ کے کسی حکیم و دانا نے اپنی حکومت کے زوال پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا:</u>

" جس بنیادی چیز کی ہمیں تلاش تھی اور جس کا اہتمام ہم پر شرطِ لازم تھا، اسے ہم نے بالائے طاق رکھ دیا۔ اس کے برعکس ہم اپنی خواہشاتِ نفس کہ تکمیل کے لئے بے قابو ہو گئے۔ غیر ضروری چیزوں میں الجھ کر رہ گئے۔ ہم نے اپنے وزراء پر اندھا دھند اعتماد شروع کر دیا اور وہ اس اعتماد کا ناجائز فائدہ اٹھانے لگے۔ ہماری منفعت کی طرف توجہ دینے کی بجائے ہمارے ساتھ چپکے رہنے کو ترجیح دینے لگے۔ اپنا سارا زور اسی بات پر لگانے لگے کہ کسی طرح ہم سے پیوستہ ہی رہیں تا کہ پیوستگی کے پس پردہ اپنے مفادات پورے کرتے رہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان وزراء نے ہماری اجازت کے بغیر طرح طرح کے قابل

اعتراض کام کئے جن کا ہمیں علم بھی نہ تھا۔ اس طرح رعایا پر ظلم و زیادتی کا ریلا آیا اور ہمارے بارے میں ان کے جذبات اِین کیر کا ذرہ بھی باقی نہ رہا بلکہ ہمارے لئے ان کی نیتوں میں فتور نے جنم لیا۔ جب عوام ہمارے انصاف سے محروم ہو گئے تو اپنی راحت کے لئے ہمارے مخالفین کا ساتھ دینے لگے۔ جب ان کی اقتصادی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہو گئی تو پھر ہمارے بیت المال پر بوجھ پڑا اور بیت المال بھی آہستہ آہستہ اپنی اہمیت کھو بیٹھا۔ چنانچہ ہم اپنے لشکریوں کی مناسب حوصلہ افزائی نہ کر سکے، ان کی تنخواہوں میں تاخیر ہونے لگی، اس لئے ان کی طرف سے فرماں برداری میں ڈھیل ہونے لگی۔ نوبت بایں جا رسید کہ جب ہمارے دشمنوں نے ہماری ہی رعایا کو ہمارے خلاف ورغلایا تو وہ ہمارے خلاف آمادۂ جنگ ہو گئی اور ہمارے مخالفین سے تعاون کرنے لگی۔ اس وقت جب ہم اپنے ہی مسائل حل کرنے سے عاجز تھے، ہمارے دشمن ہم پر مقابلے کے لئے چڑھ دوڑے۔ ایک طرف دشمن کی قوت اور دوسری طرف ہماری بے بسی! اس صورت حال میں بھلا ہم کیا کر سکتے تھے؟ رعایا اور لشکر کی طرف سے ہمیں تعاون کی کوئی امید نہ رہی چونکہ ہر فرد ہمارے عدل و انصاف سے مایوس ہو چکا تھا، اس لئے ہم نے دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنے میں ہی عافیت سمجھی۔ ہمارے زوال کا پہلا اور بنیادی سبب یہ تھا کہ ہم لوگوں کے درمیان عدل و انصاف قائم نہ کر سکے، ہم سے عوام کے حالات و مشکلات پوشیدہ رکھے گئے اور ہمیں حقیقت کے رسائی کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔"

("سنہرے نقوش" از عبد المالک مجاہد ص)

دنیا کی بے ثباتی

خورنق کی تعمیر کے بارے میں مؤرخ طبری نے لکھا ہے کہ اس محل کی تعمیر کی وجہ یہ تھی کہ یزدگرد کسریٰ کا کوئی بچہ زندہ نہ رہتا تھا۔ اس نے حکماء سے کہا کہ کوئی ایسی جگہ بتاؤ جو ہر قسم کی بیماریوں سے پاک ہو۔ حکماء نے اس جگہ کی نشاندہی کی جہاں اب حیرہ آباد ہے۔ کسریٰ نے اپنے بیٹے بہرام گور کو

نعان بن امرؤالقیس کے پاس بھیجا کہ میری رہائش کے لئے اس جگہ ایک محل تعمیر کراؤ۔ اس نے ایک مشہور معمار ''سنمار'' کو تلاش کیا اور محل کی تعمیر کا کام سونپ دیا۔ جب محل تعمیر ہو گیا تو نعمان معائنے کے لئے آیا اور محل کی مضبوطی، دلکشی اور خوبصورتی دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

''سنمار'' اپنے کام کی تحسین و آفرین سن کر کہنے لگا: اگر مجھے پتا ہوتا کہ تم لوگ مجھے پورا پورا معاوضہ دو گے اور میرے کام کی اس قدر تحسین کروگے تو میں تمہارے لئے ایسا محل تعمیر کرتا جو سورج کے ساتھ ساتھ گردش کرتا رہتا۔ نعمان نے تعجب سے پوچھا: کیا تم اس سے بھی زیادہ خوبصورت محل بناسکتے ہو؟ یہ بات تم نے پہلے کیوں نہیں بتائی؟ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ ''سنمار'' کو محل کے اوپر لے جاکر دھکا دیا جائے اور نیچے گرا کر مار دیا جائے۔

معمار ''سنمار'' مر گیا اور نعمان اس محل میں رہنے لگا۔ نعمان کو حکومت کرتے کرتے تیس سال بیت گئے۔ ایک دن وہ خورنق محل کی چھت پر بیٹھا داد عیش دے رہا تھا۔ اس نے بیٹھے بیٹھے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ اسے پھلوں سے لدے ہوئے باغات، لہلہاتے کھیت، کھجوروں کے اونچے اونچے درخت جھومتے نظر آئے۔ وہ اس دل کش اور روح پرور نظارے سے بڑا خوش ہوا۔

پھر اسے یک دم خیال آیا کہ کل جب میں نہیں ہوں گا تو ان تمام چیزوں کا مالک کوئی اور ہو گا۔ اس خیال نے اسے دنیا کی بے ثباتی کا احساس دلایا۔ وہ سر سے پاؤں تک ہل گیا اور اس کے دل و دماغ کے دریچے کھلتے چلے گئے۔ اس نے محل کے پہرے داروں کو چلے جانے کا حکم دیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب تمام محافظ اور پہرے دار چلے گئے تو اس نے رات کی تاریکی میں ایک کمبل اوڑھا اور ایسا غائب ہوا کہ پھر کسی کو کہیں نظر نہ آیا۔ یوں اس نے یہ محل ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔

(تاریخ اسلام، حسن ابراہیم: ۱/ ۳۵۔ یہ واقعہ قدرے اختلاف کے ساتھ تاریخ کی متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔ مثلاً: المنتظم فی تاریخ الملوک والامم لابن الجوزی: ۲/ ۹۲، ۹۱، البدایۃ والنھایۃ اور البدء والتاریخ وغیرہ بحوالہ ''سنہرے نقوش'' از عبد المالک مجاہد ص)۔

حق بحقدار رسد

قاضی شریح بن حارث اپنے بیٹے کے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ بیٹے نے کہا۔ ابا جان! میرا کچھ لوگوں سے جھگڑا ہے، میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میں حق پر ہوں تو مقدمہ آپ کی عدالت میں پیش کروں اور آپ انصاف کے تقاضے مد نظر رکھتے ہوئے میرے حق میں فیصلہ کر دیں اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میرا مؤقف کمزور ہے اور میں غلطی پر ہوں تو پھر میں سرے سے یہ مقدمہ پیش ہی نہیں کروں گا بلکہ ابھی ان لوگوں کے پاس جاکر کسی طریقے سے صلح کر لیتا ہوں۔ والد نے دریافت کیا۔ بتاؤ! کیا جھگڑا ہے؟ بیٹے نے تفصیل بتائی۔ قاضی شریح فرمانے لگے: تم پہلی فرصت میں مقدمہ میری عدالت میں پیش کرو۔

اگلے دن مقدمہ پیش ہوا، فریقین حاضر ہوئے، دونوں نے دلائل دیئے۔ بعد ازاں قاضی شریح نے اپنے بیٹے کے خلاف فیصلہ سنا دیا۔ عدالت سے فارغ ہو کر باپ بیٹا گھر آئے تو بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ نے تو میرے مخالفین کے حق میں فیصلہ کر دیا، یہ کیا بات ہوئی؟ باپ نے کہا: ہاں میرے بیٹے! میں نے ان کے حق میں اس لئے فیصلہ کیا ہے کہ وہ لوگ حق پر تھے۔ بیٹا کہنے لگا: ابا جان! مجھے فیصلے پر اعتراض نہیں۔ ملال یہ ہے کہ میں نے آپ سے مشورہ کیا تھا اور آپ کے ہی ارشاد پر مقدمہ دائر کیا تھا۔ آپ مجھے مقدمہ دائر کرنے کے لئے نہ فرماتے تو میں ان سے صلح کر لیتا اور آج سر عام سب کے سامنے جو میری ذلت اور رسوائی ہوئی ہے، اس کی نوبت نہ آتی۔ آپ نے اسی وقت کیوں نہ فرما دیا کہ میں جاکر ان سے صلح کر لوں۔ آپ نے تو مجھے بھری عدالت میں ذلیل کر دیا۔ قاضی شریح نے فرمایا: ''بیٹے! اللہ کی قسم! تم مجھے دنیا جہان سے زیادہ عزیز ہو مگر اللہ تعالیٰ تم سے کہیں زیادہ عزیز تر اور محبوب ہے''۔ میرے لئے ہر گز جائز نہیں کہ میں اپنے رب کو ناراض کروں۔ اگر میں تمہیں بتا دیتا کہ حق تمہارے مخالفین کے ساتھ ہے تو تم ان سے صلح کر لیتے، اس صورت میں ان کا حق مارا جاتا۔ مجھے ان کی حق تلفی گوارا نہیں ہوئی۔ اسی لئے میں نے ''حق بحقدار رسد'' کا اہتمام کر دیا۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم لابن الجوزی ۶/۱۸۵ وصفۃ الصفوۃ لابن الجوزی ۳/۶۶۸ بحوالہ "سنہرے نقوش" از عبد المالک مجاہد ص)

بارگاہ الٰہی میں جوابدہی کا احساس

قاضی ابو یوسف کے مرض الموت میں ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: "اللہ کی قسم! میں نے کبھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا، اللہ کی قسم! میں نے فیصلہ دینے میں کبھی بھی ظلم وزیادتی سے کام نہیں لیا اور نہ ہی میں نے اپنے بارہ میں کسی بات سے سے خوف کرتا ہوں، البتہ ایک بات کا خدشہ ضرور ہے جو مجھ سے سرزد ہوگئی تھی" کسی نے پوچھا: "آخر وہ کونسی غلطی ہے؟" کہنے لگے: دراصل بات یہ ہے کہ ایک روز میں شکایت کے اوراق ترتیب دے رہا تھا کہ مجھے ایک نصرانی کا شکوہ نامہ نظر آیا۔ اس نے خلیفہ ہارون رشید پر ظلم کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ ہارون رشید نے اس کی ایک جاگیر پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ میں نے نصرانی کو بلوایا اور پوچھا: جس جاگیر کا تم نے دعویٰ کیا ہے ابھی وہ کس کے قبضے میں ہے؟ نصرانی: امیر المومنین ہارون رشید کے قبضہ میں!! قاضی ابو یوسف: اس جاگیر کی آمدنی کون لیتا ہے؟ نصرانی: امیر المومنین!!

چنانچہ میں نے اس کا شکوہ بھی دوسرے لوگوں کے اوراق کے ساتھ رکھ لیا۔ دوسرے دن جب عدالت کا دروازہ کھلا تو میں نے اپنی نشست سنبھالی اور یکے بعد دیگرے ان لوگوں کا نام پکارنے لگا جن کے نام میرے اوراق پر درج تھے۔ نصرانی کا نام بھی آیا اور میں نے اسے پکارا۔ جب وہ عدالت کے سامنے حاضر ہوا تو میں نے امیر المومنین کے خلاف اس کا شکایت نامہ پڑھا۔ امیر المومنین نے اپنے خلاف مقدمہ سن کر کہا: نصرانی نے جس جاگیر کا ذکر کیا ہے وہ تو ہم نے اپنے دادا ابو جعفر منصور سے وراثت میں پائی ہے۔ میں نصرانی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "امیر المومنین نے جو کچھ کہا اسے تم نے سن لیا، کیا تمہارے مقدمہ کی تائید میں کوئی گواہ ہے؟" نصرانی گویا ہوا: میرے مقدمے پر کوئی گواہ تو نہیں ہے، البتہ آپ امیر المومنین سے قسم اٹھوائیں کہ یہ جاگیر انہیں کی ہے۔ میں نے امیر امومنین

سے پوچھا: کیا آپ قسم کھانے کو تیار ہیں؟ امیر المومنین نے بھرے مجمع میں قسم کھائی اور نصرانی اپنے گھر لوٹ گیا۔ قاضی ابویوسف نے کہا: ” صرف اسی بات سے مجھے اپنے بارہ میں خدشہ ہے“

حاضرین نے پوچھا: ” بھلا اس سلسلہ میں خدشے کی کونسی بات ہے، جبکہ آپ کے اوپر جو کچھ واجب تھا اسے آپ نے انجام دے دیا؟“

قاضی ابویوسف نے کہا: ” امیر المومنین کو مدعی کے مدمقابل نہ بٹھانے کے سبب!“

(حسن التقاضی، للکوثری ۶۸۔۶۷ بحوالہ ”سنہرے نقوش“ از عبدالمالک مجاہد ص)

کیا آپ جانتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟

۔ خلیفہ منصور بڑا دلیر اور مدبر حکمران تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اچھی حکومت کے چار ستون ہیں۔

۱۔ ایسے قاضی جو صرف اللہ رب العزت سے ڈریں، حق وانصاف سے فیصلے کریں اور عدل کے معاملے میں کسی سے رعایت نہ کریں۔

۲۔ مضبوط پولیس جو کمزور اور بے بس لوگوں کی مدد کرے۔

۳۔ مالیہ وصول کرنے والے افسر جو جانچ تول کر دمڑی دمڑی وصول کریں۔

۴۔ وقائع نگار، یعنی اخبار نویس جو سلطنت کے گوشے گوشے سے صحیح اطلاعات بھیجتے رہیں۔

نُکات دانش از مولانا جلال الدین رومی (مرسلہ ارشاد عرشی ملک)

۔روح کی تربیت یا رسول کر سکتے ہیں یا وہ لوگ جو رسولوں کے لئے بمنزلہ جزو کے ہوتے ہیں۔اس تربیت کے نتیجے میں اعلیٰ درجہ کے مومنین معارف بیان کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں جیسے کہ بچہ کافی عرصہ تک ماں کی باتوں کو سنتا رہتا ہے تو پھر خود بولنے لگتا ہے۔۔۔لیکن جس بچے کے کان سننے کی صلاحیت نہیں رکھتے وہ بول نہیں سکتا اور گونگا رہ جاتا ہے۔۔۔گونگا وہی ہوتا ہے جو پہلے بہرہ ہوتا ہے۔

۔روح کے مخفی ہونے کی وجہ سے اسے معدوم نہیں سمجھ لینا چاہیے۔مکھن دودھ میں چھپا ہوتا ہے،روشنی تیل اور بتی میں چھپی ہوتی ہے،طاقت غذا میں چھپی ہوتی ہے اور شفا دوا میں چھپی ہوتی ہے۔

۔ہر ہُنر مند سے بڑھ کر ہُنر مند دنیا میں موجود ہیں۔تمان ہُنر مندیاں خدا تعالیٰ پر جا کر ختم ہو جاتی ہیں جیسے کہ تمام دریا سمندر میں جا گرتے ہیں

۔سوال بھی علم سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا جواب بھی علم سے پیدا ہوتا ہے۔ہدایت بھی علم سے پیدا ہوتی ہے اور گمراہی بھی علم سے پیدا ہوتی ہے۔جیسے کہ آم میں رس اور مٹھاس بھی نمی سے پیدا ہوتی ہے اور نیم میں کڑواہٹ بھی نمی سے پیدا ہوتی ہے۔

۔پانی اور مٹی کے ملاپ سے اگر پھول میں رنگ،خوشبو،اور ملائمت پیدا ہوتی ہے تو کانٹے کا نوکیلا پن اور سختی بھی اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

۔بغض و کینہ،دشمنی اور نفرت بھی تعارف سے پیدا ہوتی ہے اور دوستی محبت اور یگانگت بھی تعارف سے پیدا ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔بیماری بھی غذا سے پیدا ہوتی ہے اور شفا بھی غذا سے پیدا ہوتی ہے۔

۔پانی دریائے نیل کی صورت میں حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کی نجات کا باعث بنتا ہے اور سیلاب کی صورت میں حضرت نوح کے منکروں کے لئے غرقابی کا باعث بنتا ہے۔

۔جو شخص مجاہدات کے ذریعے دل کو جتنا زیادہ صیقل کر لیتا ہے اسی قدر زیادہ وہ غیبی امور کو دیکھ سکتا ہے۔اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانیئے گا ہو وہ کیسا ہی کیوں نہ فہم وذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

(بہادر شاہ ظفر)

ANSARULLA NORWAY er deres eget blad. Vi vil gjerne ha råd, og gode artikkler som kan være nyttige for andre. Fint om dere skriver på word og sende til ahmedrizwan@online.no JAZAKALLAH.

ansar.no ansar.no ansar.no

VISDOMSORD

.. Det mest beundringsverdige ved å leve, er ikke aldri å falle, men å reise oss hver gang vi faller.

.. Hva enn du sysler med i livet, gjør ditt beste, men glem ikke at uerstattelig er ingen.

.. Ingen vet hva man kan utrette, før man har prøvd.

.. Utsett aldri til i morgen hva du kan nyte idag.

.. Det lønner seg å være elskverdig mot sine medmennesker på veien oppover. Man møter dem igjen når man er på veien nedover.

..Det eneste pålitelige med fremtiden er usikkerhet.

.. Bekymre deg ikke for det som er forbi men vend deg til det som kommer

.. Spør de gamle til råds og de unge etter hjelp

..Du bør ha krysset elven før du forteller krokodillen at den har dårlig ånde.

HER ER NOEN HELSETIPS

Uten god helse kan vi ikke oppnå noe av det vi ønsker oss i livet. Helse er fra Gud og vi må takke Gud for dette. Alltid be om god helse og følge noen helsetips.

1. Tren regelmessig og i moderate mengder. Driv moderat styrketrening. Fokuser spesielt på kjernemusklaturen din. Gå en spasertur hver dag. Gjør pusteøvelser regelmessig. Når du trener, ta deg tid til oppvarming. Minsker risikoen for skader. Etterstreb en god kroppsholdning. Minsker risikoen for skader.Ha kroppskontak.
2. Slutt å røyke og evt. andre vanndannde midler.
3. Drikk mer vann, minimumm 2 liter/dag, mindre kaffe. Grønn te er sunt. Slutt med brus og godterier.
4. Spis mer frukt og grønnsaker, (minst 1/2 kg per dag. VARIERT og FARGERIKT!). Spis også nøtter, bær, fet fisk, fugl. Spis mindre salt, og mindre sukker. Spis mer om morgenen enn kvelden. Spis mange små måltider istedenfor få store i løpet av dagen. Spis mer fisk. Spis mer NYTTIG FETT; eks avokado, nøtter, olivenolje etc. Dropp ferdiglaget mat samt kjeks og kaker, chips, billig godteri, billig is, ferdige sauser etc. Tenk mer på protein og nyttig fett og mindre på raske karbohydrate. Bytt ut noe av det røde kjøttet med hvitt kjøtt. Spis mat i sin naturlige form, unngå bearbeidet og raffinert mat.
5. Forsøk å finne idealvekten som får deg til å føle deg bra. En vekt du trives med gir deg økt velvære og bedre humør. Dersom din idealvekt innebærer at du må gå ned noen kilo, så bruk lang tid på vektreduseringen ved å mosjonere og legge om kostholdet.
6. Mediter hver dag. Begynn med Yoga.
7. Slutt å bekymre deg for ting du ikke får gjort noe med.
8. Glem dine nederlag fort, dvel ved dine seire.
9. Del tid med mennesker som gir deg energi og glede.
10. Omgi deg med lyse og trivelige omgivelser.
11. Forskning viser at omgang med dyr gjør oss mennesker i godt humør.
12. Godt humør = god helse! Smil selv om du ikke har en grunn til det. Jobb med noe du elsker å gjøre.
13. Hjelp andre..! dette vi gi deg indre ro.
14. Sove godt om natta. Det viktig at du legger deg og står opp til faste tider hver dag, slik at du får en skikkelig døgnrytme og klarer å sovne raskt når du legger deg. Det er også viktig at soverommet forblir et rom du skal sove i og ikke et rom du forbinder med studier eller jobb.

KAÆLIGHET TIL ALLE IKKE HAT MOT NOEN

Jødedommen og kristendommen, hinduismen og budhismen, islam og mange anndre religioner lærer om en Messias eller tilsvarende skikkelse som skal komme.

Er det rimelig å anta at det vil komme en Messias til jødene, en annen til de kristne, en tredje til hinduene osv.? Nei, mener vi som er ahmadimuslimer.

I realiteten taler alle religioner om en og samme person, og vi tror at denne personen allerede er kommet.

Islam er den siste og universelle religion. Derfor var det rimelig at den av Gud utlovede og av de mange religioner ventede Messias skulle stå fram av og blant muslimene.

I 1889 sto Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (fred være med ham) fram som Den utlovede Messias. Han var født i Qadian i India i 1835, og døde i 1908.

I 1903 skrev han

" **Menneskehet! Lytt, dette er en profeti fra Gud som skapte himlene og jorden. Han vil utbre denne bevegelsen till alle land og gi den herredømme over alle gjennom fornuft og argumenter...Husk, ingen vil stige ned fra himmelen. Alle våre motstandere som lever nå, vil dø, og ikke en av dem vil se Jesus, Marias sønn, stige ned fra hinnelen, og så vil de av deres barn som overlever dem, også sovne inn, og ingen av dem vil se Jesus, Marias sønn, komme ned fra himmelen, og så skal tredje generasjon gå bort, og heller ikke den skal se Marias sønn stige ned fra himmelen. Så vil Gud skape uro i deres hjerter, og de vil se at korsets ærerike tid er forbi, at verden er blitt en annen, men at Jesus, Marias sønn, fremdeles ikke har stege ned fra himmelen. Så vil alle vise mennesker forkaste denne troen, og det tredje århundre fra idag vil ennå ikke være avsluttet når alle de som har ventet på Jesus, både muslimer og kristne, vil fortvile og få bange anelser, og de vil oppgi si tro, og det vil bare være en tro i verden og en veiviser" (Tadkiratush Shahadatain s. 464 – 465)**

Hadith

Hazrat Abu Hurayra (raa) fortalte at Allahs sendebud (saaw) sa:
"Misunn ikke hverandre, ikke driv prisen i været overfor hverandre, ikke hat hverandre, vend ikke ryggen til hverandre, og underby ikke hverandre, men vær Allahs tjenere og brødre. En muslim er en annen muslims bror. Han begår ikke urett mot ham, han lurer ham ikke, han lyver ikke til ham og han forakter ham ikke. Taqwa (gudfryktigheten) er her! " – og han pekte på brystet sitt tre ganger. "Det er tilstrekkelig ondskap for et menneske å forakte sin muslimske bror. Enhver muslim er ukrenkelig for en annen muslim, både hans blod, eiendom og ære." (Muslim)

....

Hazrat Abu Dharr (raa) fortalte at noen av følgesvennene til profeten (saaw) sa: "O Allah's sendebud, de rikeste får all belønningen. De ber slik vi ber, de faster slik som vi faster og gir bort av det de har til overs i almisse." Han svarte: "Har ikke Allah gitt dere noe dere kan gi i almisse? I enhver tasbih (å si subhana Allah) er det en almisse, i enhver takbir (å si Allahu akbar) er det en almisse, i en hver tahmid (å si Alhamulillah) er det en almisse og i enhver tahlil (å si La ilaha illa Allah) er det en almisse. Det å oppfordre til det gode er en almisse og det å forby det gale er en almisse, også i seksuell omgang er det en almisse." De sa: "O Allahs sendebud, hvis en av oss får tilfredstilt sin lyst, blir han belønnet for det?" Han svarte: "Tror dere ikke at han ville bli straffet, hvis han ble tilfredstilt på en forbudt måte? På samme måte vil han bli belønnet hvis det skjer på en tillatt måte." (Muslim)

....

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ١

Allahs navn, den Nåderike, den Barmhjertige.

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ٣٢

Sannlig, dette er en stor seier for de rettferdige;

حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ٣٣

Hager og druer,

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ٣٤

Og unge jevnaldrende kvinner,

وَّكَاْسًا دِهَاقًا ٣٥

Og overfylte beger.

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ٣٦

Der vil de verken høre forfengelig tale eller løgn.

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ٣٧

(En) belønning fra din Herre som svarer til (deres handlinger)

(Kapital 78 vers 32-37)

ansar.no
ansar.no

سالانہ اجتماع انصاراللہ ناروے ۲۰۱۲۔ چند تصویری جھلکیاں

ANSARULLAH NORWAY 2012

KÆARLIGHET TIL ALLE IKKE HAT MOT NOEN

MAJLIS ANSARULLA NORGE